کھچا سُر زکریا پہ آرۂ بیداد
الم سے برگِ شجر تک ہوئے کفِ افسوس

وہ بے گناہ چلی تیغِ ظلم یحییٰ پر
کہ زیست سے ہوئے الیاسؑ و خضرؑ تک مایوس

خلیلؑ کو کفر نے جو آگ میں پھینکا
اسی الم سے ہے کعبے کا ماتمی ملبوس

علی الخصوص شہیدوں کا بادشاہ حسینؑ
کہ تختِ عرش ہے جس کے لیے مقامِ جلوس

چراغِ کعبۂ دین شہسوارِ دوشِ رسولؐ
امامِ سبحۂ خاصانِ ایزدِ قدوس

اسی کی بزم کا ہے آفتاب ایک چراغ
اسی کے باغ کا ہے آسماں ایک طاؤس

کتاب میں جو لگائیں وہ کفِ نازکِ قدم
عجب نہیں جو ہوں معنی کلام محسوس

جو ماں سے کی سحرِ عید ہٹ لڑکپن میں
خدا نے بھیجا خود بہشت سے ملبوس

پسر رسولؐ نے قرباں کیا نواسے پر
اس افتخار سے واقف نہیں ہے روم کہ روس

ہمیشہ خواب میں کی آ کے مہد جنبانی
یہ وہ حسینؑ تھے سبطِ رسولؐ سے مانوس

وہ بادشاہ جو تھا فخرِ انبیا سے سلف
وہ بادشاہ کہ جس کے تھے اولیا پابوس

ہوئے یہ جور و ستم اس پہ امت سے
کہ جس کو سن کے تحیر میں ہیں یہود و مجوس

جہاں میں سچ ہے کسی چیز کو ثبات نہیں
کہ لا بقا ہو جو اقبال کو کریں معکوس

علیؑ کے بعد زمانے نے کی عجب گردش
کہ ملکِ شام میں ٹھہرا یزید راسِ رؤوس

یہ لشکرِ قتلِ نبی زادہ تھے کہ یثرب تک
لگے ہوئے تھے برابر ہزار ہا جاسوس

چلے مدینے سے وارد ہوئے جو غربت میں
مع عزیز مع اقربا مع ناموس

یہ ہے کربلا میں ہوا جمع شام کا لشکر
فلک پہ کانپ گیا ڈر کے کوکبِ منحوس

دبا لیا یہ سپاہی نے چار جانب سے
ہوئی زمیں کے ستونوں کو علتِ کابوس

سروں پہ خود کہ قندیلِ بابِ بت خانہ
زرہ بدن پہ لعینوں کے خرقۂ سالوس

عیاں ہوئی شبِ عاشور کی سحر تو کیا
درِ خیام پہ کرسی بچھا کے شہ نے جلوس

رفیق چند جو تھے ساتھ اور چند عزیز
ہوئے سلام کو حاضر وہ سب ہوئے پابوس

عطا کیا علم فوج اپنے بھائی کو
وہ کون حضرت عباس جن سے تھے مانوس

ادھر یہ حامی دیں اس طرف وہ بانی شر
ادھر اذاں تھی تو نعرے ادھر تھے گردوں بوس

سحر سے فتنہ کیا فوج شام نے برپا
گئی سپہر بریں تک صدائے طبل و کوس

ادھر بھی شوق میں آمادہ جدال ہوئے
بدل بدل کے شہیدان راہ حق ملبوس

اگرچہ جن و ملک انبیا ہوئے حاضر
کہ ہم شریک ہیں وقت وغا نہ ہو مایوس

مگر قبول نہ کی آپ نے کسی کی مدد
کہ تکیہ گاہ تھی تائید ایزد قدوس

قلیل فوج جو لے کر چڑھے لڑائی پر
نشان جرأت اہل ستم ہوئے منکوس

ہزاروں قتل کیے ایک ایک نے لڑ کر
کفن ہوئے تن اعدا پہ جامۂ سالوس

سوار خاک پہ گھوڑے گرے سواروں پر
ہوا معاملۂ جنگ اشقیا معکوس

اگرچہ لاکھ کہاں اور کہاں بہتر تن
دلوں میں شوق شہادت قضا سے جی مانوس

کھلا ہے کیا ذرا افسوس فتح کے منہ پر
نہ ہونے پائی جو اس روز بھیڑ مرگ بوس

خیال سبط نبی بھی کیا نہ امت نے
سمجھ کہاں کہ ستارے تھے بخت کے منحوس

غضب کیا کہ بھرے اپنے خون پاک ہاتھ
کہ جن کے ملتے ہیں جن و ملک کف افسوس

گرا ز ضعف سے زخمی کا جھک گیا یہ سر
کہ تکیہ گاہ ہوا زین اسپ کا قربوس

گرے زمیں پہ حضرت کہ روئے خاک پہ عرش
بدن پہ زخم کی کثرت لہو میں تر ملبوس

پروں سے لاشۂ اقدس پہ سایہ افگن تھے
ہما و بلبل و کبک و کبوتر و طاؤس

پھر اس کے بعد لٹے خیمہ امام غریب
اخس ناس نہ سمجھے رسول کا ناموس

تمام گھر کو سپاہ عدو نے لوٹ لیا
چھٹے نہ پیرہن نو نہ جامۂ مدروس

کسی نے اہل حرم پر نہ کچھ بھی رحم کیا
ردا کو لے کے کیا ان کو شمع بے فانوس

ہر اک کا زیور و زر لوٹ کر یہ کہتے تھے
کہ آج ہاتھ لگا ہے ہمیں یہ گنج عروس

خدا بہشت کرے جن کے واسطے پیدا
غضب ہے خانۂ زنداں میں ہوں وہی محبوس

جو باغ میں اپنے محبوں کو میوہ جنت
انھیں کو جیفہ ملے آب گرم و نان سبوس

غرض کہ خاک اڑائی زمیں نے ماتم میں
فلک ہوا ہمہ تن داغ صورتِ طاؤس

جو اہلِ دیں ہیں کوئی ان کی قدر کشتی ہے
ورق الٹنے سے ہوتا نہیں خط معکوس

امیر خالقِ عالم سے اب یہ مانگ دعا
کہ بہرِ شاہِ نجف شاہِ کربلا شہِ طوس

رواج دینِ محمد ہو اہلِ دیں ہیں شاد
رہائی پائیں جو زندانِ غم میں ہیں محبوس

قصیدہ نعت

لائی ہے کیا چمن میں اک تماشا بہار پھول
دکھلا رہے ہیں باغِ جہاں کی بہار پھول

کتنے ہیں سرخ و سبز تو کتنے سپید و زرد
ہر رنگ میں ہیں صنعتِ پروردگار پھول

انجم سے ہیں چمک میں سوا کچھ عجب نہیں
پھینکیں سپہر پر کیا افتخار پھول

پائے جو اذن ان پہ کرے زرگرِ فلک
سیم و طلائے شمس و قمر کے نثار پھول

آراستہ چمن میں ہے کیا لشکرِ بہار
کتنے پیادہ آئے ہیں کتنے سوار پھول

بخشی خدا نے جوشِ صفا سے وہ آب و تاب
ایک ایک ملکِ تن میں ہے تاجدار پھول

سیمیں تنانِ چرخ جو چاہیں معاوضہ
بدلیں کبھی نہ پیرہن زرنگار پھول

وہ نشہ سرور کہ جمشید وقت ہیں
شبنم کو جانتے ہیں مئے خوشگوار پھول

توڑے ہے زر کے کم نہیں ہر گلبنِ چمن
اس میں درم ہزار تو اس میں ہزار پھول

نیرنگِ حسن و عشق سے خالی نہیں ہے باغ
مجنوں ہے بید لیلیِ محمل سوار پھول

صیاد کی طرح جو بنا ہے رگوں کا جال
کھیلیں گے عندلیب کا شاید شکار پھول

قدرت خدا کی ہوں ہمہ تن گوش اب تو ہوں
ناواقفِ صدائے فغانِ ہزار پھول

چھوڑیں شگوفے آپ ہی بلبل کے سامنے
پھر آپ ہی ہنسی ہے ہوئے بے اختیار پھول

عالم کو کر لیا ہے احاطہ بہار نے
پھیلے ہیں کاشمیر سے تا سبزوار پھول

کثرت ہے اس قدر کہ بنی باغباں ہوا
دیتا ہے مفت اہلِ تماشا کو ہار پھول

ہر گھر میں ہر مکاں میں صحرا میں کوہ میں
لے جاتی ہے اڑا کے نسیمِ بہار پھول

گلیوں میں کوچے کوچے میں پھولوں کا ہے ذکر
اُن جا بچھ گئے ہیں سرِ رہگذار پھول

بلبل ہو مژدہ کنجِ قفس میں کہ دام میں
جز باغ ہوں نہ اور کہیں نہار پھول

بس کے خریدنے کو جو مالک کوئی کہے
لے آئیں مول مردمِ خدمتگذار پھول

آیا ہے خوب ہاتھ بہانہ بہار کا
بے خوف پی رہا ہے ہر اک بادہ خوار پھول

گلشن ہر ایک خانۂ قصاب بن گیا
ہر شاخِ گاؤمیش میں پھولے ہزار پھول

پہنچے جو باغ میں نظر آئی عجیب سیر
یعنی ہیں ہر طرف ہمہ تن انتظار پھول

جتنے درخت ہیں وہ جمائے ہوئے ہیں صف
باندھے ہوے کھڑے ہیں روش پہ قطار پھول

پوچھی جو میں نے وجہ تو کہنے لگی نسیم
اُن کا ہے انتظار میں جس پر نثار پھول

وہ لالہ رو کہ جس سے زمانے کی ہے بہار
جس کے عرق سے ایسے ہوے عطر بار پھول

دیکھا نہیں ہے بس کہ کئی دن سے روئے یار
بلبل کی طرح باغ میں ہیں بیقرار پھول

نزدیک ہے کہ دردِ جدائی سے ہو کے تنگ
پھاڑیں قبا لباس کریں تار تار پھول

آئے نظر جو چہرۂ حضرت تو عید ہو
پھولوں سے صحنِ باغ میں ہوں ہمکنار پھول

آیا ہے اور مطلعِ رنگیں خیال میں
جس پر ہزار جاں سے قربان ہزار پھول

مطلع ثانی

اُس آفتاب رخ سے اگر ہوں دوچار پھول
حربا ہوں رنگ بدلیں ابھی بار بار پھول

دامن میں ہیں لیے ہوے بہرِ نثارِ شاہ
شبنم سے سیکڑوں گہرِ آبدار پھول

صیقل گرِ چمن ہو جو اُس کی ہوائے لطف
پھر بلبلوں کے دل میں نہ رکھیں غبار پھول

اللہ رے لطافتِ تن جس سے مانگ کر
پہنے ہوے ہیں پیرہنِ مستعار پھول

پہنچے جو کان تک خبرِ منعِ می کشی
شبنم کی مے بھی پھر نہ کریں زہر مار پھول

چھائے جو رعبِ شہ تو یہ ہوں مثلِ خارِ خشک
بن جائیں نشترِ رگِ ابرِ بہار پھول

دستار پر اگر وہ گلِ کفش طرّہ ہو
خورشیدِ آسماں پہ کریں افتخار پھول

دولت ملی یہ اُس کی بدولت کہ باغ میں
کھلتے ہیں تن میں پیرہنِ زرنگار پھول

اللہ نے دیا ہے یہ اس کو جمالِ پاک
سنبل فدا ہے زلف پہ رخ پر نثار پھول

اللہ کیا دہن ہے کہ باتیں ہیں معجزہ
ہوتے ہیں ایک غنچے سے پیدا ہزار پھول

کیا ہیں اس کے خلعتِ خوبی کے چار قب
طرہ ہیں ملکِ بہشت چمن پر یہ چار پھول

وہ چہرہ وہ دہن کہ فدا جن پہ کیجیے
ستر ہزار غنچے بہشت ہزار پھول

فردوس میں گیا شبِ معراج جب گزر
رضواں لگا کے ڈالی میں لے آیا ہار پھول

یاروں کے اُس کی بو سے معطر کیے مشام
رخصت کے وقت بانٹے تھے جو عطر بار پھول

اُمت کا بوجھ پشت پر اپنی اُٹھا لیا
طاقت کی بات تھی کہ ہوا کوہسار پھول

یہ فیض تھا اُسی کا کہ حقِ خلیل میں
اخگر ہوئے تمام دمِ اضطرار پھول

ادنیٰ یہ معجزہ تھا کہ اک چوبِ خشک میں
پتے لگے ہزار پھل آئے ہزار پھول

اللہ رے رعب کچھ نہ ابو جہل کی چلی
کافر کے ہاتھ پاؤں گئے مثلِ دار پھول

ہے دشمنوں کے حق میں چمن زار خار زار
کھٹکیں نہ کیوں نگاہ میں مانندِ خار پھول

رنگِ بہار اُن کو جلائے برنگِ نار
تاثیر میں ہوں اخترِ دنبالہ دار پھول

بھاگیں چمن سے صورتِ ابلیس بدنصیب
مثلِ شہاب چھوٹ کے پھینکیں انار پھول

پاتے ہیں خون میں ڈوبے دشمن لباسِ سرخ
زخموں کے بانٹتی ہے وہ شمشیر بار پھول

یا شاہِ دیں ہیں تیری عنایت سے فیضیاب
جتنے ہیں رونقِ چمنِ روزگار پھول

امت پہ وقف باغِ شفاعت ہے آپ کا
مجھکو بھی اس چمن سے عنایت ہوں چار پھول

وقتِ دعا ہے ہاتھ دعا کو اٹھا امیر
جب تک کھلیں چمن میں سرِ شاخسار پھول

غنچے کی طرح آپ کے دشمن گرفتہ دل
خنداں ہوں دوست جیسے کہ روزِ بہار پھول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیفِ الف

مژدہ اے امت کہ ختم المرسلیں پیدا ہوا
آفتابِ صبحِ عالم آفریں پیدا ہوا

نور جس کا قبلِ خلقت تھا ہوا اس کا ظہور
رحمت آئی رحمۃ للعالمیں پیدا ہوا

کانِ رحمت سے ہوا یاقوتِ رمّاں کا ظہور
قلزمِ توحید سے درِ ثمیں پیدا ہوا

اب خدا کا حکم لائیں گے علانیہ ملک
مہبطِ قرآن و جبریلِ امیں پیدا ہوا

اب زمین و آسماں میں ہوگی ذوق و زین نو
باعثِ ایجادِ افلاک و زمیں پیدا ہوا

اب گنہگارانِ امت کی ہوئی شکلِ نجات
دافعِ عصیاں شفیع المذنبیں پیدا ہوا

اب کہاں آفاق میں تاریکیِ کفر و ضلال
نورِ حق خورشیدِ رب العالمیں پیدا ہوا

پیشوائے انبیاء و مقتدائے اولیا
رہنمائے اولیں و آخریں پیدا ہوا

یاورِ ایوب و یونس ہمدمِ یعقوب و نوح
دستگیرِ عیسیٔ گردوں نشیں پیدا ہوا

رائجِ حکمِ شریعت دافعِ آئینِ کفر
قبلۂ ایماں رئیس المسلمیں پیدا ہوا

مصقلِ آئینۂ دلہائے اربابِ صفا
نور بخشِ چشمِ اربابِ یقیں پیدا ہوا

جوہرِ تیغِ شجاعت لشکرِ اعدا شکن
مردِ میدان صاحبِ فتحِ مبیں پیدا ہوا

خسروِ تیغ آزما و اشجعِ میدانِ رزم
لشکر آرا صاحبِ تاج و نگیں پیدا ہوا

چاہیے تعظیم کو اٹھیں جو ہیں محفل نشیں
نائبِ خاصِ خدائے ما و طیں پیدا ہوا

ہاں آسا کیوں ہمارا دل نہ قرباں ہو امیرؔ
ہے جو محبوبِ خدا وہ مہ جبیں پیدا ہوا

کیا شرف آپ نے اے فخرِ رسالت پایا
شافعِ حشر ہوئے تاجِ شفاعت پایا

میہماں جب شبِ معراج ہوئے عزت میں
چشمۂ کوثر کا ملا روضۂ جنت پایا

جس کے سائے میں پیمبر بھی اماں لیتے ہیں
لطفِ حق سے وہ علمِ روزِ قیامت پایا

اور کا ذکر تو اس عالمِ ایجاد میں کیا
انبیا نے بھی شرف ان کی بدولت پایا

داغ سینے میں جو حضرت کی محبت کا پڑا
ہم یہ سمجھے کہ چراغِ شبِ تربت پایا

خواب میں گیسوئے حضرت نظر آیا جس رات
سر پہ ہنگامِ سحر سایۂ رحمت پایا

عمر بھر دھیان جو اُس کے لبِ شیریں کا رہا
نزع کے وقت بھی ہم نے وہی شربت پایا

ق

روضۂ پاک کی بدلی گئی پوشش جس سال
حصہ سب اہلِ دول نے حسبِ لیاقت پایا

کوئی ٹکڑا جو نہیں ہاتھ لگا سمجھے ہم
بخت یاور ہوئے سر کا ہے خلعت پایا

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضائے کلیم
جو ملا جس کو اسی گھر کی بدولت پایا

نعتِ حضرت میں کہے شعر یہ تو نے امیرؔ
واہ کیا اصلِ علی حسنِ طبیعت پایا

بالائے آسماں کہ سرِ لامکاں نہ تھا
احمد کے حسنِ پاک کا جلوہ کہاں نہ تھا

پڑتی دلِ عدو پہ نہ کیونکر سنانِ شک
اس نوک کا حجاز میں کوئی جواں نہ تھا

معراج کے سفر میں ملائک تھے رہ سے چپ
افسوس میں غبارِ پسِ کارواں نہ تھا

تھا لامکاں وہ طور نہ تھا حضرتِ کلیم
انسان کیا ملک کا بھی کوسوں نشاں نہ تھا

ڈر تھا نہ رعبِ عرش سے لا دل کرے کمی
کچھ اور اضطراب دمِ امتحاں نہ تھا

جلدی تمہی کیا کر خوانِ شفاعت تھا بھرے ہاتھ
گھر کا غلام تھا میں کوئی مہمان نہ تھا

فارغ ہر ایک غم سے رہے ساکنِ حجاز
کیا اِن زمین کا تختہ نہ آسمان تھا

اچھا ہوا کہ الفتِ حضرت میں جان دی
ارزاں ہوا امیر یہ سودا گراں نہ تھا

اُمت کو عشق سے ہو ... ذاتِ صفات کا
طوفانِ حشر میں ہے سفینہ نجات کا

جز مصطفیٰ کہ آئینۂ ذاتِ حق تھے آپ
بندہ کہاں ہے کوئی خدا کے صفات کا

ہوتا جو ابرِ فیض نہ حضرت کا آبیار
کِھلتا کسی طرح نہ یہ چمن کائنات کا

حضرت کی ذات ہے سببِ نوشِ جہاں
دولہا کے دم سے لطف ہے ساری برات کا

آوازۂ دینِ حق کو کیا کس قدر بلند
سر بت شکن نے توڑ کے لات و منات کا

حضرت کے ایک خاص نے کی آپکی رہبری
چشمہ ملا جو خضر کو آبِ حیات کا

شیریں ہے محبتِ حضرت بے کس قدر
شیشہ ہے اس شراب کا کوزہ نبات کا

شمہ جو مدحت سے ذاتی لقب لکھیں
ایسی زباں قلم کی نہ یہ منہ دوات کا

میخانہ دلا ہے رخ و زلف شاہ میں
وہ مست ہوں کہ ہوش ہے دن کا نہ رات کا

کی لامکاں میں حق نے تو حضرت سے گفتگو
جب تک نہ ہمزباں ہو مزہ کیا ہے بات کا

پیاسے ہوئے جو قتل شہِ کربلا امیر
خجلت سے آب آب ہے دریا فرات کا

حکمراں جو ہے وہ ہے تابعِ فرمان اُن کا
کون آزاد نہیں بندۂ احسان اُن کا

سیر ہے نعمتِ کونین سے مہمان اُن کا
یارب آباد رہے خانۂ احسان اُن کا

لے چلے بخشش امت کا خدا سے اقرار
عرصۂ حشر ہے مارا ہوا میدان اُن کا

سرنگوں پیش گریباں ہے یہ چوگانِ فلک
گوئے سبقت ہے عجب گوئے گریباں اُن کا

فخر سمجھیں جو لگے ہاتھ عصا برداری
مرتبہ جانتے ہیں موسیِٔ عمران اُن کا

کس طرح گر کے کنوئیں میں نکل آتے یوسف / ہاتھ آتا نہ اگر گوشۂ داماں اُن کا
کبھی اِک حرف کا ہوگا نہ فصیحوں سے جواب / طرزِ اعجاز نمایاں ہے پہ قرآں اُن کا
خلد میں مجرمِ الفت بھی پہنچ جائیں گے / تھام کر سلسلۂ گیسوئے پیچاں اُن کا
حوریں خدمت کو کنیزیں ہیں تو غلماں ہیں غلام / کوثر اُن کا ہے بہشت اُن کا ہے رضواں اُن کا
کس کی طاقت ہے کہ مدحت میں زباں کھول سکے / جب خدا آپ ہو قرآں میں ثنا خواں اُن کا

بادشاہوں کو کیا فقر میں مغلوب امیر
وجہ یہ ہے کہ خدا خود تھا نگہباں اُن کا

ساجد وہ ہیں اللہ ثنا خواں ہے ہمارا / ابرو سے نبی قبلۂ ایماں ہے ہمارا
وہ نور ہیں ہر چند کہ ہیں نور سے کمتر / سر تاج سلیماں کا سلیماں ہے ہمارا
ذرّے ہیں مگر ذرّۂ خورشیدِ نبوت / کیا کوکبِ اقبال درخشاں ہے ہمارا
بلبل وہ ہیں رکھتے ہیں شرف قمری کا / جنت جسے کہتے ہیں گلستاں ہے ہمارا
دیوانے ہیں اُس گل کے جو ہے اک جنت / فردوس کا در چاک گریباں ہے ہمارا
پروانے ہیں اُس شمع کے جو نورِ خدا ہے / جشنِ شبِ معراج شبستاں ہے ہمارا
حضرت کی شفاعت سے گناہوں کا نہیں خوف / جو کام ہے دشوار وہ آساں ہے ہمارا
جب دم کرے گی نظرِ لطف کی گزلک / اِک حرف غلط نامۂ عصیاں ہے ہمارا

بخشا ہے امیر آپ کے اوصاف نے رتبہ
مقبول زمانے میں جو دیواں ہے ہمارا

آستانِ شہِ لولاک پہ ہے سر اپنا / واہ کیا اوج پہ ہے نجمِ مقدر اپنا
قسمت اپنی ہے رسا بخت ہے یاور اپنا / فخر ہے سارے رسولوں کا پیمبر اپنا
خوفِ عصیاں ہے کسی دہشتِ محشر کیا ہے / ہے جو محبوبِ خدا شافعِ محشر اپنا
ہیں وہ تصویر کہ ہے الفتِ حضرت میں / تیغ وہ ہیں کہ دلا شہ کی ہے جوہر اپنا

سامنے چشمِ تصور کے ہے وہ چہرہ صاف
آئینہ ہم کو دکھائے نہ سکندر اپنا

میکشو عشقِ مئے الفتِ حضرت ہے بہشت
یہی شیشہ ہے یہی خُم یہی ساغر اپنا

عاشقوں کے جو کئے نام قلم نے مرقوم
نام صد شکر کہ لکھا سرِ دفتر اپنا

نام حضرت کا لیا فتح ہوئی جنگِ عدو
یہی جوشن ہے دعائیں یہی مغفر اپنا

دولتِ الفتِ حضرت ہے ہماری دولت
گنج زر ہے یہی مانندِ ابوذر اپنا

ٹھہرائے موت کہ حضرت نے بلایا ہے ہمیں
پہنچیں یثرب میں تو وعدہ ہو برابر اپنا

شوق یثرب ہے یہاں تک کہیں لگتا نہیں جی
ملک بیگانہ نظر آتا ہے کشور اپنا

دہن مار ہے کم روزنِ دیوار نہیں
کاٹے کھاتا ہے شب و روز مجھے گھر اپنا

پیاس کا غم رہِ یثرب میں اٹھایا ہے بہت
خیمہ جنت میں گڑے گا لبِ کوثر اپنا

داغ دل میں ہے جو حضرت کی ولا کا روشن
ہے یہی ماہ یہی مہر منور اپنا

یہ بھی حضرت کی محبت کا تصرف ہے امیر
غرق دریا ہوئے دامن نہ ہوا تر اپنا

بیاں کیا ہو شہنشاہِ عرب کی شان و شوکت کا
فلک جس کے درِ دولت پہ نقارہ ہے نوبت کا

اسی پردہ میں حسرت گر دکھانے کی نکل جاتی
کہ میری خاک سے بنتا ہے حظیرہ تیری تربت کا

دکھاتا ہے تماشا لختِ دل کیا یادِ عارض میں
مژہ سے گرتے گرتے پھول بنتا ہے جنت کا

تڑپتی ہے جو بجلی جلوہ گاہِ طور میں اب تک
کبھی پرتو وہاں کیا پڑ گیا تھا تیری طلعت کا

نہ رکھ محروم زخمِ عشق سے اس نیم بسمل کو
ادھر بھی اک نظر صدقہ شہیدانِ محبت کا

مشبک کیوں یہ کہتے ہیں ترا انجام کیا ہوگا
ادھر ہے جوش عصیاں کا ادھر ہے جوش رحمت کا

تری تیغِ ادا پر اس ادا سے جان دیتا ہے
قضا منہ دیکھنے لگتی ہے مشتاقِ شہادت کا

لپٹے گی حشر میں زلفِ مسلسل آپ کی بڑھ کر
کہ ہیں ہوں سلسلہ عفوِ سیہ کارانِ امت کا

کوئی جائے گا جنت کو کوئی جائیگا دوزخ کو
مدینے کی طرف دوڑیگا کشتہ تیری حسرت کا

ترے جلوہ کی حسرت رہ گئی مشتاق کو تیرے
نقاب الٹی تو پردہ پڑ گیا آنکھوں پہ حیرت کا

امیر بے نوا کیا غم اگر تیرا نہیں کوئی
بھروسا بیکسی میں ہے تجھے آنکی حمایت کا

خلف وہ ہے کرے جو نام روشن جدّ امجد کا
الف احمد کا میم احمد کا دال آدم میں احمد کا

کھنچا ایسا پری نقشہ سراپائے محمد کا
کہ نقاش ازل نے آپ سایہ رکھ لیا قد کا

تبسم کیجیے غش آئے دانتوں کی تجلی سے
یہی ہے ذرۂ تعویز پر جرم شوق بیحد کا

ہوا یہ محو حسن پاک اے محبوب یزدانی
کہ تجھ پر مٹ گیا روز ازل سایہ ترے قد کا

اتر کر عرش سے لیتے ہیں بوسے رات دن قدسی
دبایا سنگ در نے تیرے پہلو سنگ اسود کا

پھریں جب پتلیاں آنکھوں کی یہ شوق زیارت ہے
کہ پھر جائے نظر میں گرد پھرنا تیرے مرقد کا

نہیں بے وجہ حسن یوسفی کی دھوم عالم میں
کہ سایہ چھپ کے اس پردے میں آیا تھا محمد کا

شب معراج حوروں نے بچھائیں راہ میں آنکھیں
کہ بستہ نرگستاں ہو گیا ہر رہ جب رکا

ہوا آماں پہ چمن باہر ہوے جاتے ہیں جامے سے
اڑایا بوئے گل نے رنگ شاید تیری آمد کا

الٰہی لے چلے شوق زیارت جب مدینے کو
خضر ہو جائے بڑھ کر ولولہ عشق محمد کا

مدینے میں نہ کیونکر لہلہائے سبزۂ تربت
خضر چھڑکاؤ کرتے پھرتے ہیں آب زمرد کا

ہجوم خلق اتنا ہے سبب ہو میں نہ مانونگا
قیامت نے بھی چھیڑا دو اڑایا ہے ترے قد کا

سیہ کاران امت کے سروں پر ہو گیا سایہ
گیا محشر میں سودائی جو گیسوئے محمد کا

امیر اس نعت میں پہنچوں تو اتنا ہے ادہیں ہوں
جو یہ مقصد روا ہو قصد پھر تک مقصد کا

میں طفلی سے ہوں عاشق ابروئے خمدار احمد کا
کمان حسن کا ناوک الف ہے میری ابجد کا

تمنا ہے کہ اک اک بال کی سو سو بلائیں لے
دل صد چاک شانہ بن کے گیسوئے محمد کا

ترے روضے میں جو پہنچے سے پچا جھاڑ لٹکا ہے
فلک اس جھاڑ میں ہے ایک آویزہ زمرد کا

مرنے میں الٰہی زیر تیغ ناز دم نکلے ۔۔۔ شہید جلوہ گاہ حسن کر صدقہ محمد کا
نگاہ چشم مہ بسمل اشاروں میں سکھاتی ہے ۔۔۔ طواف آنکھوں سے کرنا مرتے دم تک مرقد کا
فردوس پہ محشر میں رضوان یہ پکارے گا ۔۔۔ بڑھے جس جس کے دل میں داغ ہو عشق محمد کا
قدم سے کیا ہی تیز آئی سواری جانب اعلا ۔۔۔ نہ پہنچا ساتھ آخر رہ گیا سایہ وہیں قد کا
کوئی دم تیری تیغ ناز کے نیچے ٹھہر جانا ۔۔۔ شہید شوق کو ساماں ہے عیش مخلد کا
یہ کاران است اور سب کڑیاں ٹھنے لگے ۔۔۔ الٰہی سلسلہ چھوٹے نہ گیسوئے محمد کا
مزاج اس سنگ در کا شان محبوبی سے برتر ہے ۔۔۔ کبھی کیا میں نے بوسہ لے لیا تھا سنگ اسود کا
اٹھا دے آنکھ سے پردہ دوئی کا حسن یکتائی ۔۔۔ جدھر دیکھوں نظر آئے مجھے جلوہ محمد کا
سپر ہوتا یہ کاروں کے حق میں مہر محشر سے ۔۔۔ اٹھا رکھا گیا محشر پہ سایہ آپ کے قد کا

امیر بے نشاں کا نقش جب مٹنے لگے یارب
زباں پر نام تیرا نقش دل پر ہو محمد کا

سورۂ والشمس وصف روئے فخر انبیا ۔۔۔ آیۂ واللیل ہے گیسوئے فخر انبیا
قبلۂ ایماں ہے میرا روئے فخر انبیا ۔۔۔ ہوں اسیر حلقۂ گیسوئے فخر انبیا
پنجۂ پرزور میں تھی طاقت دست خدا ۔۔۔ قدرت حق قوت بازوئے فخر انبیا
دیدۂ یعقوب روشن ہوگئے اس وجہ سے ۔۔۔ جامۂ یوسف میں پائی بوئے فخر انبیا
کیوں نہ ہو مقبول درگاہ خدا میری نماز ۔۔۔ سامنے ہے کعبۂ ابروئے فخر انبیا
کیا حقیقت میرے آگے طائر سدرہ بھی ہے ۔۔۔ قمری سرو قد دلجوئے فخر انبیا
دونوں عالم کی ہے آبادی فقط اس وجہ سے ۔۔۔ ہیں یہ زیر سایۂ گیسوئے فخر انبیا

آیۂ انا فتحنا ہے جو قرآں میں امیر
ہے ظفر تکیہ پئے پہلوئے فخر انبیا

دل سے لیتا ہوں نام احمد کا ۔۔۔ ورد ہے صبح و شام احمد کا

قاب قوسین جس کو کہتے ہیں
ہے وہ ادنیٰ مقام احمد کا

مردہ ہوتے تھے زندہ باتوں میں
معجزہ تھا کلام احمد کا

کر لیا قبضہ حوضِ کوثر پر
پی لیا جس نے جام احمد کا

جس جگہ عام خاص ہوتے ہیں
ہے وہ دربار عام احمد کا

زندہ جب تک رہے خدا سے رہا
روزنامہ پیام احمد کا

خاکِ یثرب ہے رتبے میں حرم
واہ رے احترام احمد کا

وہ بھی خاصِ خدا ہے مثل بلال
ہے جو دل سے غلام احمد کا

خوفِ محشر امیر کیا مجھ کو
ہے وہاں اہتمام احمد کا

میرے لب پر ہے نام احمد کا
میرے دل میں مقام احمد کا

ورد اپنا ہے نام احمد کا
ذکر ہے صبح و شام احمد کا

بزمِ میلاد کا ادب ہے ضرور
ہے یہ دربارِ عام احمد کا

پیاس کوثر ہی پر بجھائے گا
عاشقِ تشنہ کام احمد کا

رمزِ وحدت ہر ایک بات میں ہے
کلمہ ہے کلام احمد کا

برق کہتے ہیں سب جسے وہ ہے
خنجرِ بے نیام احمد کا

گل زمیں پر ہیں چرخ پر اختر
ہے یہ سب فیضِ عام احمد کا

بڑھ گیا زورِ بازوئے جبریل
لے چلے جب پیام احمد کا

چوم لیتے ہیں یوسفِ مصری
کیا ہی شیریں ہے نام احمد کا

دردمندوں کے ساتھ ہمدردی
مشغلہ تھا مدام احمد کا

اب کہاں چین دل کو پہلو میں
سن لیا اس نے نام احمد کا

مے کوثر کی کیا کمی ہم کو
ہوگا واں انتظام احمد کا

گل کو کیا دیکھوں میں نے دیکھا ہے — عارضِ لالہ فامِ احمد کا

ق

دمِ آخر دعا یہ ہے میری — صدقہ خیر الانام احمد کا

جب زباں سے مری احد نکلے — دل میں پھر جائے نام احمد کا

ہم نے سیکھا نہ ازل میں امیر
پی لیا بھر کے جام احمد کا

آنکھیں ہیں اپنی طالبِ دیدارِ مصطفےٰ — گوش آشنائے لذتِ گفتارِ مصطفےٰ

ہے مہر پرتوِ گلِ گلزارِ مصطفےٰ — ماہِ دو ہفتہ لالۂ کہسارِ مصطفےٰ

کیونکر بیان ہو گرمیِ بازارِ مصطفےٰ — خود صانعِ ازل ہے خریدارِ مصطفےٰ

مژگاں کا شانہ لیکے چلی حورِ خلد سے — آئے نظر جو گیسوئے خمدارِ مصطفےٰ

آتے ملک سلام کو آتے ہیں انبیا — کیا گرم ہے مدینے میں دربارِ مصطفےٰ

گھٹتی نہیں نہ اگھٹاتے ہیں اہلِ کفر — ہر روز بڑھتی جاتی ہے سرکارِ مصطفےٰ

کیا کیا دکھائے جوہرِ مردی جہاد میں — نصرت فدائے جراتِ انصارِ مصطفےٰ

دیکھی تھی طور پر جو تجلی کلیم نے — وہ بھی تھا ایک پرتوِ رخسارِ مصطفےٰ

زائر ہوا جو آپ کا وہ جنتی ہوا — جنت ہے زیرِ سایۂ دیوارِ مصطفےٰ

حاصل ہے خوانِ نعمتِ دیں کا اُسے مزہ — جو لذت آشنا ہے نمکخوارِ مصطفےٰ

کیوں عالمانِ دیں کا نہ قائل ہو اے امیر
یہ لوگ بھی ہیں مظہرِ انوارِ مصطفےٰ

حبیب آج وہ پیدا ہوا کہ صلِّ علیٰ — زبانِ غیب نے آئی ندا کہ صلِّ علیٰ

کیا تمام زمانہ شعاع سے روشن — ہوا طلوع وہ شمس الضحیٰ کہ صلِّ علیٰ

رہے گی نام کو باقی نہ اب سیاہیِ کفر — چمک رہا ہے وہ بدر الدجیٰ کہ صلِّ علیٰ

درود پڑھتے تھے قدسی جو دیکھتے تھے وہ رخ — لب آپ کے تھے وہ معجز نما کہ صلِّ علیٰ

جبیں وہ لوح کہ جس میں نقوشِ رحمتِ حق
جمالِ پاک وہ نورِ خدا کہ صلِّ علیٰ

دہن وہ چشمۂ شیریں اگر نظر آئے
کہے یہ چشمۂ آبِ بقا کہ صلِّ علیٰ

عجب کریم عجب برگزیدہ عالم
عجیب خضر عجب رہنما کہ صلِّ علیٰ

لگائے آنکھوں میں جو حالِ غیب آئے نظر
وہ سرمہ آپ کی تھی خاکِ پا کہ صلِّ علیٰ

پڑے جو ضرب تو جوزا صفت فلک ہو دو نیم
وہ دست و بازوئے تیغ آزما کہ صلِّ علیٰ

زبان و لب سے جو نکلا کیا خدا نے قبول
وہ مستجاب تھی اُن کی دعا کہ صلِّ علیٰ

شگفتہ کیوں نہ رہیں سارے دل کے غنچۂ دل
مدینے کی ہے وہ آب و ہوا کہ صلِّ علیٰ

یہی کہے کوئی رضواں سے بھی اگر پوچھے
وہ روضہ ہے چمنِ دلکشا کہ صلِّ علیٰ

ورق جناں قلم اپنا ہے غیرتِ طوبیٰ
لکھی امیرؔ وہ مدح و ثنا کہ صلِّ علیٰ

ابتدا و انتہائے مصطفیٰ
جانتا ہے بس خدائے مصطفیٰ

خاکِ پا اُس کی ہے جنت کا عبیر
دل ستا ہے جو خاکِ پائے مصطفیٰ

ہشت جنت شش جہت ہفت آسماں
سب ہوئے پیدا برائے مصطفیٰ

ماسوائے حق جو ہیں فانی ہیں سب
حق کہاں ہے ماسوائے مصطفیٰ

لامکاں میں ہمنشینِ حق ہوئے
کس قدر برتر ہے جائے مصطفیٰ

مصطفیٰ ہیں خلق کے حاجت روا
ہے خدا حاجت روائے مصطفیٰ

اولیا سارے قفائے انبیا
انبیا ہیں سب قفائے مصطفیٰ

حشر میں کھٹکا ہے کیا مجھکو گناہ
جلد دے جس وقت آئے مصطفیٰ

فقر نے شاہی سے کچھ مطلب نہیں
میں ہوں راضی جو رضائے مصطفیٰ

مشکلیں کیا نزع کی آساں ہوئیں
وقت پر تشریف لائے مصطفیٰ

طور کا جلوہ تھا جلوہ آپ کا
لن ترانی تھی صدائے مصطفیٰ

جان حضرت جان تن حضرت کا تن
دست پا میں ست پائے مصطفےٰ

اولیا و انبیا محشر کے دن
سب کریں گے اقتدائے مصطفےٰ

ہے عجب کشور مرے دل کا امیر
جس میں والی ہے ولائے مصطفےٰ

تو اے دل وحشت زدہ دیوانہ ہے کس کا
کس شمع پہ قربان ہے پروانہ ہے کس کا

حوروں نے کہا دیکھ کے ملبوس اویسی
بخشا ہوا یہ خلعت شاہانہ ہے کس کا

کن اُلجھے ہوئے بالوں کے سلجھانے کی دھن ہے
یارب دل صد چاک مرا شانہ ہے کس کا

دعوے جو کرے الفت محبوب خدا کا
یہ حوصلہ اے ہمت مردانہ ہے کس کا

حضرت کی جو ساقی نگہ ناز نہیں ہے
خورشید جھلکتا ہوا پیمانہ ہے کس کا

ہو میرے ہی سینے میں تجھے دیکھ کے حضرت
فرما میں بتا تو مجھے دیوانہ ہے کس کا

میں ساغر و مے کو دل آئینہ ہوئے کے مزا دا
حضرت کے سوا جلوۂ مستانہ ہے کس کا

حضرت کی روایت ہے ... [illegible]
جنت جسے کہتے ہیں وہ میخانہ ہے کس کا

میں [illegible] دل دیوانہ [illegible]
یہ قیصر ہے کس کا یہ جلوہ گاہ ہے کس کا

گیسوئے مصطفےٰ کا جو دیوانہ ہو گیا
عالم مری نظر میں پری خانہ ہو گیا

اُلجھے کبھی جو موئے مبارک حضور کے
دل چاک چاک ہو کے وہیں شانہ ہو گیا

لبریز تھا یہ بادۂ الفت سے آپ کے
گردش ہوئی جو سر کو تو پیمانہ ہو گیا

بگڑی ہوئی جو باتیں تھیں ساری وہ بن گئیں
عشق نبی میں جب سے میں دیوانہ ہو گیا

الٹی نقاب آپ نے میں ہو گیا نثار
روشن ہوئی جو شمع تو پروانہ ہو گیا

تیرے جگر پہ کھا کے ہوا عشق میں شہید
میرا تو کام ہمت مردانہ ہو گیا

راہ طلب میں آڑ کے جوتوں پہ سر اغیار
وہ مجھ گدا کو خلعت شاہانہ ہو گیا

حضرت کی جس طرف سے سواری نکل گئی
پریوں کی سیرگاہ وہ ویرانہ ہوگیا

شراب تو اک نگہ مست دہر بھی ہو
تجھ پر فدا ایں نرگس مستانہ ہوگیا

افسون عشق دیکھو کہ حال شہید ناز
تھی مختصر سی بات پر افسانہ ہوگیا

کشت امید آتش فرقت سے جل گئی
بجلی گری شرارہ ہر اک دانہ ہوگیا

رونے میں یاد آئے جو دندان حضور کے
آنسو ہر ایک گوہر یکدانہ ہوگیا

پُرنور داغ عشق محمدؐ سے دل ہوا
روشن چراغ طور سے کاشانہ ہوگیا

حوریں اٹھانے آئیں ہیں تابوت اے اسیر
میں جان دے کے عشق میں جانانہ ہوگیا

بیمار دل زار ہے محبوب خدا کا
یہ تشنۂ دیدار ہے محبوب خدا کا

خالق نے جگا کر شب معراج بلایا
کیا طالع بیدار ہے محبوب خدا کا

جبریل امیں فرش بچھاتے ہیں پروں سے
کس شان کا دربار ہے محبوب خدا کا

کب دام میں آتا ہے اسیر شہ والا
آزاد گرفتار ہے محبوب خدا کا

پریاں چلیں دل لے کے مرے ناز کی چالیں
وارفتۂ رفتار ہے محبوب خدا کا

محشر میں جہنم کی طرف جانے نہ دوں گا
امت سے یہ اقرار ہے محبوب خدا کا

جبریل بھی ان رمزوں سے آگاہ نہیں ہیں
حق واقف اسرار ہے محبوب خدا کا

رحمت نے کہا دیکھ کے بندے آسی کو
یہ خاص گنہگار ہے محبوب خدا کا

کچھ یاور و انصار کی حاجت نہیں اس کو
خود لطف خدا یار ہے محبوب خدا کا

ہے دشمن میں اسیر اپنی اسے کوئی نہ چھیڑے
دیوانۂ سرشار ہے محبوب خدا کا

واہ کس شان سے محبوب ہمارا نکلا
دھوم افلاک پہ ہے عرش کا تارا نکلا

راہ میں لاتے ہیں جبریل سلام و پیام
جس پہ ہم غش ہیں وہ اللہ کا پیارا نکلا

نزع میں جلوۂ محبوب الٰہی دیکھا
شکر ہے ایک تو ارمان ہمارا نکلا

پھر گئی آنکھوں میں اس ماہ نبوت کی چمک
جب چمک کر کوئی گردون پہ ستارا نکلا

دامن شافع محشر جو مجھے ہاتھ آیا
مغفرت کے لیے یہ خوب سہارا نکلا

تھمے جبریل جو زیں سے اپنے کو براق
ناز کرتا ہوا وہ شوخ خودآرا نکلا

آپ پیدا جو ہوئے چرخ پہ انجم نے کہا
یہ نیا آمنہ کے گھر میں ستارا نکلا

ہو گئیں یعقوب کی آنکھیں جو دوبارہ روشن
وہ بھی حضرت ہی کا در پردہ اشارا نکلا

شب معراج پھرے آپ یہ شور ہوا
ڈوب کر ابر میں پھر چاند دوبارا نکلا

مژدۂ بخشش کا لیے خلد سے حوریں آئیں
مرتے دم منھ سے جہاں نام تمہارا نکلا

اک جہاں قلزم آفات میں ڈوبا تھا امیر
جو بڑے اخلاص سے حضرت کو پکارا نکلا

جب ملے بنے کو روال ہند سے محمل ہوگا
مجھ سے بھی چار قدم آگے مرا دل ہوگا

جو تری جلوہ گہِ ناز میں داخل ہوگا
حور سو غمزے کرے گی تو نہ مائل ہوگا

اے فلک جانے بھی دے مجھ کو زیارت کیلیے
میں جو محروم رہا کیا تجھے حاصل ہوگا

دل کو آرام نہ راتوں کو قرار آتا ہے
کیوں مسیحا کبھی یہ درد بھی زائل ہوگا

دھوم ہے حاتم طائی کی سخاوت کی بہت
وہ بھی کوئی ترے دروازے کا سائل ہوگا

عشق حضرت کا اثر دل کو دکھائیگا ضرور
داغ ابھرے گا مرا درد جو زائل ہوگا

بے گئے محفلِ میلاد میں پاؤنگا ثواب
مدح تو ہوگی جو مداح نہ شامل ہوگا

آپ خود جانتے ہیں آپ سے میں کیا مانگوں
خود عطا ہوگا وہی جو مرے قابل ہوگا

آپ کے نور کو خالق نے کیا جب پیدا
آئی آواز یہ پیغمبر کامل ہوگا

دیکھ لیگا جو ترے چہرۂ روشن کی جھلک
ہوگا ذرہ بھی تو آفتاب کے مقابل ہوگا

آمد آمد ہے مرے گھر میں شہ والا کی
سنگِ در آج مرا بوسے کے قابل ہوگا

ہر قدم پر یہ رہِ شوق میں دل کہتا ہے
ہائے یہ قافلہ کب داخلِ منزل ہوگا

عشقِ محبوبِ الٰہی میں جو ہوگا کامل
سب سے پہلے وہی فردوس میں داخل ہوگا

دل مرا فکرِ دو عالم سے جو غافل ہو تو ہو
یادِ محبوبِ الٰہی سے نہ غافل ہوگا

حضرت آتے ہیں دمِ نزع نہ گھبرا تو امیر
ابھی آسان ترا عقدۂ مشکل ہوگا

یہ سوالِ آخریں ہے بندۂ درگاہ کا
خاتمہ بالخیر ہو صدقہ رسول اللہ کا

ذوقِ نفیِ ماسوائے کا تا دمِ آخر رہے
مرتے دم جاری ہو دل سے ذکر الا اللہ کا

دیکھ کر آتا مجھے محشر میں بول اٹھیں ملک
اٹھ کھڑے ہو آگیا مداح شاہنشاہ کا

حکم وقتِ پرسشِ اعمال آئے چھوڑ دو
مست ہے یہ بادۂ عشقِ رسول اللہ کا

لاج اس کی ہے تجھی کو اے مرے ربِ کریم
غیر کا محتاج ہو بندہ تری درگاہ کا

دونوں ہو گئے ہیں تصدق روضۂ پُرنور پر
بے سبب چمکا نہیں دن رات مہر و ماہ کا

اس قدر لبریزِ حسرت عشقِ احمد نے کیا
میری باتوں پر گماں ہوتا ہے سب کو آہ کا

کیوں بلاتا ہے مدینے سے وہاں رضواں مجھے
باغِ جنت تو ہے یاں میں باغبان درگاہ کا

حاجتِ دلو و رسن راہِ مدینہ میں نہیں
جوش کھا کر خود ابل آئے گا پانی چاہ کا

چرخِ اطلس کیوں نہ ہو سر سبز ہفت افلاک میں
قمقمہ چھوٹا سا ہے ایک آپ کی درگاہ کا

کوئی پہنچا دینے والا رہنما ملتا نہیں
سب پتا بتلانے والے ہیں خدا کی راہ کا

اے فلک ڈوب جانے تجھ سے آنکھ یہ ممکن نہیں
ہوں میں مجرائی بڑے دربارِ عالیجاہ کا

واں بھی تیغِ جلوۂ حضرت سے ہم ہونگے شہید
خلد بھی عالم دکھائے گا شہادت گاہ کا

طوف کرتے کرتے روضے کا چمک اٹھے نصیب
گرد پھرتے پھرتے ہالہ بن گیا میں ماہ کا

روضۂ اقدس کے خادم ہیں ملک تو ہیں فلک
وہ مجاور ہیں یہ مجرائی ہے اس درگاہ کا

بخت دشمن خلق حاسد چرخ ظالم ہے امیر
آسرا ہم کو فقط ہے مردانِ حق آگاہ کا

حشر کے دن رتبہ والا ہے سرور دیکھنا
زیرِ پا اورنگِ شاہی چتر سر پر دیکھنا

زیرِ منبر انبیا و اولیا و اتقیا
جلوہ فرما ہوں گے وہ بالائے منبر دیکھنا

وہ علم جس کا پھریرا عرش پر سایہ فگن
مجتمع زیرِ علم لشکر کے لشکر دیکھنا

امتیں ملتجی ہیں سب کہ بخشوا دیں گے نبی
ملتجی ہوں گے انھیں سے سب پیمبر دیکھنا

جلوہ گر ہوگی کسی جانب کو جنت کی بہار
موج زن ہوگا کسی جانب کو کوثر دیکھنا

کنجیاں بھیجے گا ان کو نار و جنت کی خدا
انتہا کا التفاتِ ربِ اکبر دیکھنا

جب صفِ فوجِ ملائک کی طرف دیکھیں گے آپ
دستِ تسلیم ان کے اٹھیں گے برابر دیکھنا

مہرِ زیبِ آئینہ برقِ تجلی رو برو
دستِ قدرت شانۂ زلفِ معنبر دیکھنا

لب کھلیں گے جس گھڑی بہرِ شفاعت آپ کے
ساتھ ہی ہوں گے کشادہ خلد کے در دیکھنا

نامۂ اعمالِ امت سادہ ہو جائیں گے سب
ابرِ رحمت روزِ محشر ہوگا سر پر دیکھنا

آپ کی مرضی سے ہوگا سارے عالم کا حساب
آپ کے قبضے میں ہوگا سارا دفتر دیکھنا

دشمنوں کی ہے خرابی دوستوں کی ہے نجات
خاتمہ اسیر شرف اللہ اکبر دیکھنا

خدمتِ والا میں حاضر ہوگا جب سائل امیرؔ
چشمِ رحمت سے اسے اے کل کے داور دیکھنا

حال کرتے تھے بیاں وہ شاہِ دانائے غیب کا
قبضۂ قدرت میں تھا ان کے خزانہ غیب کا

راہ یوں کرتے تھے وہ حضرت شبِ معراج طے
ہر قدم پیشِ نظر تھا آستانہ غیب کا

واہ کیا نورِ مجسم تھا وہ اندامِ لطیف
بازوئے قدرت سے تھا پیوند شانہ غیب کا

نورِ حضرت نے کیا گلزارِ ہستی میں ظہور
بن گیا کیا نخل ہو کر سبزہ دانہ غیب کا

شاعری سے کسب کیا معرفت ہم نے امیرؔ
سوجھتا ہے ہم کو مضمون عارفانہ غیب کا

قطرے کے منہ سے نام جو ان کا نکل گیا
بادل سے گر کے روئے ہوا پر سنبھل گیا

لکھا جو وصفِ گیسوئے پیچانِ مصطفیٰ
کچھ مغفرت میں بل جو رہا تھا نکل گیا

حضرت نے جس کے حق میں کہا جو وہی ہوا
کیا اختیار تھا کہ مقدر بدل گیا

چمکا جمالِ پاک کا جلوہ جو شبِ برات
خرمنِ گناہِ امتِ عاصی کا جل گیا

کیسی بلا جو نام لیا میں نے آپ کا
آیا پہاڑ بھی مرے آگے تو ٹل گیا

بے آب چاہ حکمِ نبی سے ہوا پُر آب
ایسا درختِ خشک نے پایا تو پھل گیا

قائل ہوں میں تو اپنی طبیعت کا امیر
مضمونِ نعت میں بھی نہ لطفِ غزل گیا

سر پہ تیرے ہی وہاں تاجِ شفاعت ہوگا
سکہ تیرا ہی رواں روزِ قیامت ہوگا

سامنے آنکھوں کے جب روضۂ حضرت ہوگا
صبر دل سے مرے دل سینے سے رخصت ہوگا

تشنہ کامانِ محبت کے لئے حشر میں
آبِ کوثر ترے دیدار کا شربت ہوگا

قائلِ احمدِ بے میم کو لغزش کیسی
کیا وہ بہکے گا جو مستِ مئے وحدت ہوگا

عشق آئینۂ قد و لب و رخ کا دکھائیگا بہار
یہی طوبیٰ یہی کوثر یہی جنت ہوگا

میں نے چاہا ہے اسے جس کو خدا نے چاہا
دل دھڑکتا ہے کہ کیا روزِ قیامت ہوگا

گر ترے چشمِ کرم سے تری روزِ محشر
موج زن چاروں طرف قلزمِ رحمت ہوگا

بیٹھے دیوانوں کے صحرا سے جو اٹھیگا غبار
پھیل کر غازۂ رخسارِ صباحت ہوگا

نہ مٹیگا وہ فلک لاکھ مٹائے اس کو
نقش جس دل میں ترا داغِ محبت ہوگا

بولے سن کے قد کو ترے دیکھ کے کہتے تھے ملک
بڑھ کے یہ سروِ گلستانِ رسالت ہوگا

تو ہے محبوبِ خدا دل میں جگہ دینگے تجھے
گھر خدا ہی کا ترا خانۂ خلوت ہوگا

دفن ہوں گا جو مدینے میں تو چمکے گا نصیب
حق نما آئنہ سنگِ سرِ تربت ہوگا

عشقِ رخسار ترا رنگ جمائے گا ضرور
داغ جو دل میں پڑیگا گلِ جنت ہوگا

سلسلہ گیسوئے شبگوں سے ہے اس کے جو امیر
شامیانہ یہی گردوں سرِ تربت ہوگا

چھوتا جو کوئی آ کے مدینے کی ہوا کا
ٹھنڈا ہو کلیجا ترے مشتاقِ لقا کا

بیمار ہوں میں الفتِ محبوبِ خدا کا
اس درد میں ملتا ہے مزا مجھ کو دوا کا

ہے زندۂ جاوید مدینے میں جو ہو دفن
چھڑکاؤ وہاں کرتے ہیں خضر آبِ بقا کا

آئے مرے بالیں پہ مسیحا تو یہ بولے
اب وقت دوا کا نہیں تو ہے دعا کا

مٹ جائے جو عاشق تو ہو معشوق سے واصل
کہتے ہیں فنا جس کو وہ زینہ ہے بقا کا

یثرب کو چلا قافلہ اور میں ہوا راہی
بیٹھا ہوا ہوں منتظر آوازِ درا کا

ہو عشقِ نبی میں جو شہادت مجھے حاصل
دے آبِ دمِ تیغ مزہ آبِ بقا کا

بے جام پیے ہو گئے ہم حشر کے دن مست
کوثر پہ ہمیں ساقیِ کوثر نے جو تاکا

کب صبر کیا تیری جدائی کی جفا پر
کس منہ سے ترے سامنے لوں نام وفا کا

داغوں کے چمن میں نفسِ سرد ہے کافی
اس باغ میں کچھ کام نہیں بادِ صبا کا

کیا نام ہے حضرت کا جہاں لب پہ یہ آیا
اک شور ہوا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا

کوئی نہ بلا آئے پسِ مرگ لحد پر
تعویذ اگر ہو ترے نقشِ کفِ پا کا

یاد آئی یہاں زلفِ نبی ہٹ گئی الجھن
اچھا یہ عمل ہاتھ لگا ردِ بلا کا

سمجھا ہے جسے چودھویں کا چاند زمانہ
در پردہ وہ تصویرِ محمد کا ہے خاکا

بالیں پہ دمِ نزع جو تو جلوہ نما ہو
منہ دیکھ کے رہ جائے قضا تیری ادا کا

آئی جو قیامت میں گنہگار کی باری
اک شور ہوا واسطہ محبوبِ خدا کا

حضرت ہیں نہ اصحاب نہ آل آپ کی افسوس
اب کوئی نہیں پوچھنے والا غربا کا

جس جس کو کیا امتِ محبوب میں پیدا
کیا ہے امیر اس پہ یہ احسان خدا کا

ردیف بائے موحدہ

گرم حضرت کا یہ بازار تھا معراج کی شب
کہ خدا آپ خریدار تھا معراج کی شب

جتنے انجم تھے شگفتہ تھے گلِ تر کی طرح — آسمان غیرتِ گلزار تھا معراج کی شب
فیض سے آپ کے رتبہ یہ زمیں کا تھا بلند — عرش دیوار بدیوار تھا معراج کی شب
وہ سرافراز کہ کہتے ہیں جسے روحِ قدس — آپ کا غاشیہ بردار تھا معراج کی شب
وہ اٹھی گرد وہ حضرت کی سواری آئی — غل فرشتوں میں یہ ہر بار تھا معراج کی شب
انبیا شاد فرشتوں کو خوشی حوریں مست — غم میں ابلیس گرفتار تھا معراج کی شب
عید اس بات کی تھی سب کو کہ پورا وہ ہوا — حق سے جو وعدۂ دیدار تھا معراج کی شب
شمعِ ایماں کی ضیا فرش سے تھی تا سرِ عرش — بخت اسلام کا بیدار تھا معراج کی شب
شام ہی سے تھے کھلا وہ درِ کاشانۂ قرب — ہر طرف پردۂ اسرار تھا معراج کی شب
جو کہا آپ نے اللہ نے منظور کیا — مہرباں ایزدِ غفار تھا معراج کی شب
پاک تھی زنگِ دورنگی سے وہ خلوت گہِ خاص — وہی شیشہ وہی میخوار تھا معراج کی شب

شمع و پہ تو میں ذرا بھی نہ رہا فرق امیرؔ
واہ کیا نور کا دریا تھا معراج کی شب

خالق جب ملکِ عرب میں ہو وہ سلطانِ عرب — ہفت کشور ہوں نہ کیوں تابعِ فرمانِ عرب
آپ کے فیضِ قدم سے یہ بڑھی شانِ عرب — ہو گیا سارا عجم ذرۂ میدانِ عرب
عادل اس شاہ سا پیدا نہ ہوا تھا جب تک — کبھی شاہین سے واقف تھی میزانِ عرب
غارتِ فوجِ ضلالت سے ہوا وہ محفوظ — حفظِ حضرت کا ہوا جب سے نگہبانِ عرب
واہ کیا آپ کی عالی نسی کا مذکور — ہفت کشور ہوں کیوں تابعِ فرمانِ عرب
ایسے شمشیرِ شجاعت کے دکھائے جوہر — سرنگوں ہو گئے جتنے تھے شجاعانِ عرب
ایک کی چل نہ سکی مان گئے سب لوہا — پہلوانانِ عجم ہوں کہ دلیرانِ عرب
فیضِ حضرت سے یہ بوئے گلِ ایماں پھیلی — اور سے اور ہوا رنگِ گلستانِ عرب

منحرف جو رہے سلطانِ رسالت سے امیرؔ

کیسے بدبخت تھے وہ مردم نادان عرب

دونوں عالم کے بکھیڑوں سے چھڑا دے یارب
اپنے محبوب کو اک بار دکھا دے یارب

لاکھوں مشتاق ہیں جی بھر کے نظارہ کر لیں
پردہ جو بیچ میں حائل ہے اٹھا دے یارب

پرسش روز قیامت سے گنہگاروں کو
اپنے محبوب کے صدقے میں بچا دے یارب

خلش درد محبت میں بڑی لذت ہے
اور اس درد کو پہلو میں بڑھا دے یارب

کوئی آکر کہے مرقد میں رسول آتے ہیں
خیر مقدم کی خبر مجھکو سنا دے یارب

خواب ہی میں رخ پر نور کا جلوہ دیکھوں
طالع خفتہ کو میرے بھی جگا دے یارب

بیچ منجدھار میں مضطر ہے محمدؐ کا غلام
پار اس ڈوبتی کشتی کو لگا دے یارب

تیرے محبوب پہ سو جان سے ہو جاؤں نثار
ایسی تدبیر کوئی مجھکو بتا دے یارب

زندگی ہند میں حسرت سے ہوئی ہے آخر
اب تو وہ روضۂ پر نور دکھا دے یارب

آتی ہے امت عاصی ترے محبوب کی اب
آگ بھڑکی ہوئی دوزخ کی بجھا دے یارب

غش تری شان جلالی سے مجھے آیا ہے
دامن شافع محشر کی ہوا دے یارب

روبرو آتے ہوے مجھ کو حیا آتی ہے
تو ہے ستار مرے عیب چھپا دے یارب

روح خوش ہو کے نکل آئے بدن سے میرے
مژدۂ وصل مجھے پیک قضا دے یارب

آخریں جامۂ ہستی ہے معطر ہو کفن
اس کو فردوس کے پھولوں میں بسا دے یارب

واسطہ عابد بیمار کا دیتا ہے امیرؔ
میرے آقا کو بھی مجھکو بھی شفا دے یارب

ردیف تاے فوقانی

کیا سناتے ہیں یہ واعظ ہمیں جنت جنت
اپنے نزدیک تو ہے روضۂ حضرت جنت

ہوں گنہگار بہت پر ہے یہ امید مجھے
ہاتھ آجائے گی حضرت کی بدولت جنت

روضۂ پاک کی تعریف کیا کرتے ہیں
دے گا اللہ ہمیں روز قیامت جنت

حوریں فردوس سے ہمراہِ ملائک آئیں
فیضِ حضرت سے ہوا گوشۂ تربت جنت

عشقِ کامل ہے جنھیں آپ سے ہے انکے لیے
آپ کا ہجر جحیم آپ کی وصلت جنت

دولتِ قربِ خدا چاہتے ہیں پیر و شاہ
زاہدِ عیش طلب کو ہے غنیمت جنت

زائرِ شاہ جو ہو قربِ خدا حاصل ہو
یہ وہ طاعت ہے کہ جس کی نہیں اُجرت جنت

خواب میں صورتِ حضرت جو نظر آجائے
کیوں نہ ہو جائے مرا بسترِ راحت جنت

ہے وہ مجرم مجھے مجرم جو سمجھتا ہے امیر
ہوں وہ مجرم کہ مری رکھتی ہے حسرت جنت

چل مدینے وقت تو نے ہند میں کھویا بہت
رات اب تھوڑی ہے چونک اے بیخبر سویا بہت

روضۂ اقدس جو آیا خواب میں مجھ کو نظر
ملکے آنکھیں چادرِ تربت سے میں رویا بہت

سب سے کہتا تھا یہی آکر مدینے میں اویس
کچھ مزہ ہو عشق کا انساں کو کم ہو یا بہت

ہے وہی اب تک سیاہی شامتِ اعمال کی
آنسوؤں سے میری آنکھوں نے اسے دھویا بہت

غفلت اندک بھی اُدھر سے آدمی کو موت ہے
ایک دم بھی تو جو سویا جان لے سویا بہت

ایک میں کیا کتنے تجھکو ڈھونڈکر تھک تھک گئے
تو ہے محبوبِ دو عالم ہیں ترے جویا بہت

چرخِ نیلے فام کے کشتے تو لاکھوں ہیں مگر
زہر میرے حق میں اس کمبخت نے بویا بہت

دور رہ برسوں روضۂ پرنور سے رکھا مجھے
وقت اس ظالم نے میرا ہند میں کھویا بہت

جاگتے سوتے اُدھر کی لَو رہے دل کو لگی
پھر نہیں پروا ہے تو جاگا جو کم سویا بہت

کچھ نہ حاصل مزرعِ امید سے مجھ کو ہوا
عمر بھر اس کھیت کو جوتا بہت بویا بہت

کم ہیں میرے شعر پر ہیں نعت میں اکثر امیر
یہ سبب ہے جو مجھے کہتے ہیں سب گویا بہت

کس کے آنے کی فلک پر ہے خبر آج کی رات
آنکھ سورج سے ملاتا ہے قمر آج کی رات

شبِ معراج ہے محبوب کی خوش ہوں مومن
ساری اُمت پہ ہے رحمت کی نظر آج کی رات

شاخیں طوبیٰ کی قدم چومتی ہیں جھک جھک کر ۔ فیضِ مقدم سے ہیں سرسبز شجر آج کی رات

دیکھو جنت میں جوانانِ چمن کا جوبن ۔ ٹپکے ہی پڑتے ہیں شاخوں سے ثمر آج کی رات

کہکشاں کہتی ہے قسمت کا ستارا چمکا ۔ ہوگا اس راہ سے حضرت کا گذر آج کی رات

نیک و بد سب پہ برابر ہے عنایت کی نگاہ ۔ خشک کانٹے بھی ہوئے ہیں گلِ تر آج کی رات

ہے سرِ شام سے رحمت کے فرشتوں کا نزول ۔ لیلۃ القدر ہے عالم میں مگر آج کی رات

حوریں فردوس سے نکلی ہیں نچھاور کرنے ۔ سر پہ رکھے طبقِ لعل و گہر آج کی رات

بابِ رحمت کی طرح بابِ اجابت ہے کھلا ۔ مانگ لے جس کو ہو جو مدِّ نظر آج کی رات

رد نہ ہوگا کسی محتاج کا تا صبح سوال ۔ خود ہے مشتاقِ دعاؤں کا اثر آج کی رات

سر پہ سلطانِ دو عالم کے ہے سایہ کرنا ۔ سب ملک بیٹھے ہیں تولے ہوئے پر آج کی رات

لکھوں معراج کے مضموں بنا کر میں قلم ۔ ہاتھ آئیں پرِ جبریل اگر آج کی رات

زینتِ دوشِ شفاعت کا ہوا خلعتِ خاص ۔ پٹکا رحمت کا ہوا زیبِ کمر آج کی رات

جو مقرب ہیں فرشتے وہ کھڑے ہیں تہِ عرش ۔ بہرِ تعظیم جھکائے ہوئے سر آج کی رات

شوقِ پابوس میں ہیں آپ سے باہر دونوں ۔ دل نہ بس میں ہے نہ قابو میں جگر آج کی رات

ذکر اس ماہِ نبوت کا یہاں ہوتا ہے ۔ گھر ہے میرا صفتِ برجِ قمر آج کی رات

روشنی پھیلی ہے خورشیدِ رسالت کی امیر
میرے گھر شام سے جہاں ہے سحر آج کی رات

ردیف ثائے مثلثہ

جز ترے کس سے کرے مسکین یہ امت الغیاث ۔ الغیاث اے شافعِ روزِ قیامت الغیاث

صدمۂ دردِ جدائی سے بہت ہوں بیقرار ۔ اب نہیں باقی ہے میرے دل میں طاقت الغیاث

ٹھوکریں پستی و بلندیِ دہر میں کھاتا ہوں میں ۔ خضرِ رہ ہو جلد اے شوقِ زیارت الغیاث

ضعفِ دل نے کر دیا سر تا قدم بے دست و پا ۔ پاؤں میں طاقت نہ ہاتھوں میں ہے قوت الغیاث

گور کی ظلمت سے کم شام سیہ بختی نہیں — نور کی حاجت ہے اے صبحِ سعادت الغیاث

آتش افروزی شیاطیں کی جلاتی ہے مجھے — رحم اے ابرِ کرم اے جوشِ رحمت الغیاث

دونوں راہیں بند ہیں جاؤں کدھر میں ناقبول — الحذر کہتا ہے دوزخ اور جنت الغیاث

اس دوراہے سے کسی صورت تو آؤں راہ پر — الغیاث اے خضرِ میدانِ شفاعت الغیاث

نامۂ عصیاں امیرؔ روسیہ کا ہے سیاہ
اے شفیع المذنبیں ختمِ رسالت الغیاث

لحد میں کرتے ہیں ناحق یہ مجھ حقیر سے بحث — جو تم کہو تو کروں منکر و نکیر سے بحث

وہ بلبلِ چمنِ شاہ ہوں کہ روحِ قدس — نہ کر سکے گا کبھی میرے ہمصفیر سے بحث

مدینے کا ہے وہ رتبہ کہ خاک کے ذرے — چمک کے کرتے ہیں مہر و مہِ منیر سے بحث

کروں وہ وصفِ رخِ شہ کہ گل ہوں غرقِ عرق — کرے جو خندۂ گل کلک کی صریر سے بحث

ثنائے شاہ میں حسّان ہیں اپنے وقت کا ہوں — غزل سرا نہیں مرزا سے ہے نہ میر سے بحث

زمین روضۂ حضرت سے ہے رجوع اپنی — دماغ کس کو کرے کون چرخِ پیر سے بحث

گدا ہوں میں درِ حضرت کا مرتبہ ہے بلند — کرے نہ تختِ سلیماں مرے حصیر سے بحث

تمہارے کوچے کے ہیں بوریا نشیں ایسے — کہ دور رہیں جو کریں صاحبِ سریر سے بحث

فلک الجھتا ہے کیا ایسے راست بازوں سے — کمانِ کج نہ کرے راستی میں تیر سے بحث

جو آپ کی تھی ریاضت کہاں وہ آدم کی — مجال کیا ہے کہ گندم کرے شعیر سے بحث

فقیر ہوں میں امیرؔ اس کے آستانے کا
فقیر سے مجھے مطلب نہ کچھ امیر سے بحث

ردیف جیم عربی

جب ہو نہ مقابل سے مقابل شبِ معراج — پردہ ہو کہاں بیچ میں حائل شبِ معراج

قوسین فقط قرب کی محبت ہے وگرنہ — بے فاصلہ تھی قرب کی منزل شبِ معراج

کیا دخل کسی طرح کسی غیر کو ہوتا — تھی عاشق و معشوق کی محفل شب معراج
اللہ رے ضیا پرتو رخسار نبی سے — اک ایک تھا اختر مہ کامل شب معراج
کہتے تھے ملک صل علی عرش پہ قدسی — اوراد و وظائف میں تھے شاغل شب معراج
لاحل تھے جو عقدے وہ کھلے آپ پہ سارے — گنجینۂ اسرار ہوا دل شب معراج
تعیین عبادت ہو کہ امت کی شفاعت — کی سب کی تمنا آپ نے حاصل شب معراج
آئے گئے لیکن نہ گئی گرمی بستر — نزدیک ہوئی دور کی منزل شب معراج

کام آیا امیر آپ کا کیا سفر دور
حل ہو گئے سب عقدۂ مشکل شب معراج

عازم جو ہوئے عرش کے سرور شب معراج — لینے کو ملک آئے اکثر شب معراج
آگے جو بڑھے خاص میسر ہوئی خلوت — یا آپ تھے یا خالق اکبر شب معراج
سن سنکے رسولان سلف جس کو ہیں حیران — وہ قرب ہوا شہ کو میسر شب معراج
وہ دائرہ جس کا کہیں آغاز نہ انجام — نقطہ تھا جو اندر وہی باہر شب معراج
جو عقدہ لاحل تھے سراسر وہ ہوئے حل — جتنی تھیں جو تمنائیں وہ ہوئیں بر شب معراج
کی صاحب خانہ نے عجب خاطر مہماں — دعوت میں ملی جنت و کوثر شب معراج
اصرار کیا لی سند بخشش امت — محبوب ہوا شافع محشر شب معراج
کی تھی جو فرشتوں نے رقم فرد معاصی — رحمت سے ہوئی خارج دفتر شب معراج
موقوف ہوئے شاق جتنے تھے عبادات — پانی کی طرح بہ گئے پتھر شب معراج
پروانوں کی مانند شیاطین کے جلے دل — کیا شمع عنایت ہوئی انور شب معراج

ماتم تھا امیر ان کو جو حضرت کے عدو تھے
احباب تھے خوش عید تھی گھر گھر شب معراج

اللہ نے خلوت میں بلایا شب معراج — کیا رتبۂ محبوب بڑھایا شب معراج

جامہ جو محمدؐ کو پنہایا شبِ معراج
عطرِ گلِ جنت میں بسایا شبِ معراج

ذات آپ کی تھی شانِ جمالی کی جو مظہر
رحمت نے کیا پھیل کے سایا شبِ معراج

احمد بھی تھے اور احمدِ بے میم بھی تھے آپ
یکتائی کا جلوہ نظر آیا شبِ معراج

واں طور پہ موسیٰ کو تجلی ہوئی اور یاں
اللہ نے پاس اپنے بلایا شبِ معراج

اللہ رے پاسِ ادبِ احمدِ مرسلؐ
جبریلؑ نے آنکھوں سے جگایا شبِ معراج

کیا امتِ عاصی پہ ترحم کی نظر تھی
بگڑی ہوئی باتوں کو بنایا شبِ معراج

پس پس گئے دل حوروں کے ایک ایک نگہ پر
آنکھوں میں عجب سرمہ لگایا شبِ معراج

جو جلوہ پسِ پردہ بھی دیکھا نہیں جاتا
بے پردہ وہ جلوہ نظر آیا شبِ معراج

فردوس کے مختار ہوئے شافعِ محشر
عالم کو جہنم سے بچایا شبِ معراج

فرشی ہوں کہ عرشی ہوں خبر ہوگئی سب کو
ڈنکا وہ نبوت کا بجایا شبِ معراج

عذر اُس کے گناہوں کا لیا واہ ری شفقت
دھیان آپ کو امت ہی کا آیا شبِ معراج

محبوبِ خدا آتے ہیں آراستہ ہو خلد
حوروں نے بھی یہ شور مچایا شبِ معراج

سو جانیں امیرؔ احمدِ بے میم کے قرباں
خلعت احدیت کا بھی پایا شبِ معراج

ردیف حائے حطی

پہ چہرہ دکھلاؤ مجھے برقِ تجلی کی طرح
طالبِ دیدار ہوں مدت سے موسیٰ کی طرح

سانپ بنکر صدمۂ فرقت نے کاٹا ہے مجھے
آرہی ہیں کیسی کیسی لہریں دریا کی طرح

ہاتھ دوڑاتا ہوں ہر دامن پہ راہِ شوق میں
ہیں حواس ایسے پریشاں گردِ صحرا کی طرح

انتظارِ قاصدِ محبوب ایسا ہے مجھے
چشم وا ہے دیدۂ نقشِ کفِ پا کی طرح

گھر میں گو وہ سا پڑا ہوں جان قالب میں نہیں
قُم سنا کر کیجیے زندہ مسیحا کی طرح

بھیجتا لکھ کر عریضہ شوق کا پر کیا کروں
نامہ بر کیا گم کبوتر بھی ہے عنقا کی طرح

زندگی جب تک ہے ہرگز محو ہو سکتا نہیں
داغِ الفت میرے دلمیں ہے سویدا کی طرح

حالِ دل محفل نشینوں سے ہے کہنا مجھکو ننگ
چپ پڑا رہتا ہوں میں تصویرِ دیبا کی طرح

لو جو بندہ کی خبر کچھ دُور شفقت سے نہیں
مہرباں تم بھی ہو سب پر حق تعالیٰ کی طرح

دستگیری آپ کی رہبر اگر ہو مثلِ خضر
چھوٹ جاؤں تیہ حیرانی سے موسیٰ کی طرح

روضۂ پرنور تک پہنچوں اگر سمجھوں تو میں
چرخ پر میں نے جگہ پائی ہے عیسیٰ کی طرح

آنکھیں قدموں سے ملوں حاصل ہو دلکو روشنی
اشک روضے پر گریں عقدِ ثریا کی طرح

وصفِ حضرت سے شرف حاصل ہوا ایسا امیر
یہ زمیں بھی ہے تبرک خاکِ بطحا کی طرح

تن سے دردِ ہجر میں اکثر نکل جاتی ہے روح
جب تصور آپکا آتا ہے پھر آتی ہے روح

شوق غالب ہے غمِ فرقت سہا جاتا نہیں
دم الجھتا ہے نہایت تن میں گھبراتی ہے روح

کیوں طلب میں ہے یہ تسکیں ذرا ہوتی نہیں
گو کہ پہروں روح کو دل دل کو سمجھاتی ہے روح

ہے عجب تاثیر خاکِ پاکِ طیبہ میں جہاں
منقلب ہو کر بدن میں حُور بن جاتی ہے روح

مستِ الفت جو ہے اسکو نزع میں ایذا کہاں
موجیں کوثر کی نظر آتی ہیں لہراتی ہے روح

تازہ ہو جاتی ہے باطن میں جناں کو دیکھکر
گو بظاہر نزع کے عالم میں مرجھاتی ہے روح

آپ کے اعدا کو حاصل بادۂ عرفاں کہاں
خود خراباتی ہیں وہ اُن کی خراباتی ہے روح

دوست سے بدلا نہیں ہوتا ہے عصیاں کا امیر
پاک جاتی ہے جو ایذا نزع میں پاتی ہے روح

ردیفِ خائے معجمہ

ہے یہ سوسن یا شجر روضۂ پرنور کی شاخ
جس کے آگے ہے خجل نخلِ سرِ طور کی شاخ

مستِ الفت ہوں کٹے سر تو بڑھے اور ولا
جس طرح پھلتی ہے ہو کر قلمِ انگور کی شاخ

وہ معطر شجرِ خلقِ نبی ہے جس میں
عود کے برگ میں پھل مشک کے کافور کی شاخ

شوقِ غالب ہو تو اُس روضے میں پہنچے زائر
دستِ کوتاہ کو ملتی ہے کہاں دُر کی شاخ

وصف کچھ ہم بھی صفاتِ اقدس کا لکھیں
ہاتھ پھر قلم آجائے جو بلّور کی شاخ

آپ کا باغِ شفاعت ہے وہ جنت کہ جہاں
لاتی ہے میوۂ بخشش ثمرہ حور کی شاخ

سامنے اُن کے ہو سرسبز عدو خاک امیر
ٹوٹ جاتی ہے رگِ گردنِ مغرور کی شاخ

ردیف دال مہملہ

بازو درِ عرفاں کا ہے بازوئے محمد
زنجیر اسی دروازے کی گیسوئے محمد

قوسین ہے تفسیرِ دو ابروئے محمد
کونین تہِ ظلِ دو گیسوئے محمد

آنکھیں جو پھریں میری طرف کوئے محمد
پانی ہو اگر دل تو بہے سوئے محمد

مشتاق وہ ہیں ہونگے رواں روزِ قیامت
سب سوئے جناں ہم طرفِ کوئے محمد

منظورِ نظر اس لیے ہے سیرِ گلستاں
شاید کہ کسی پھول میں ہو بوئے محمد

امت میں جو مشہور ہے منشورِ شفاعت
گیسوئے محمد ہے وہ گیسوئے محمد

کس طرح زبردست نہ ہو دستِ یداللہ
بازو میں جو ہو قوتِ بازوئے محمد

سطریں محمد تھے اگر مصحفِ ناطق
قرآن کی تھے رحل دو زانوئے محمد

حاصل تھی کبھی عرش کو ہوتی نہ بلندی
ہوتا نہ اگر تکیۂ پہلوئے محمد

کعبے سے جو ملجائے مجھے مصرعِ محراب
تضمین کروں مصرعِ ابروئے محمد

چوٹی کے مضامیں مجھے ہاتھ آئیں نہ کیونکر
رہتا ہے سرِ مدحتِ گیسوئے محمد

عاشق ہوں مرا مرتبہ سمجھا ہے کوئی کیا
دل میں ہے سمائی ہوئی خوشبوئے محمد

ہر داغِ جگر لالۂ گلزار ہے امیر
ہر نالۂ دل سروِ لبِ جوئے محمد

قطعہ پنج بیت

ہو سیرِ جناں خواب میں آنکھوں کو میسر
اللہ دکھائے رخِ نیکوئے محمد

قرباں کروں مردمک چشم کو تل پر
پلکیں ہیں مری شانۂ گیسوئے محمدؐ

سر پاؤں پہ رکھ رکھ کے کروں شوق سے سجدے
محراب حرم ہو مجھے ابروئے محمدؐ

دیکھوں کبھی چہرے کو تعشق کی نظر سے
سونگھوں کبھی خوش ہو کے میں خوشبوئے محمدؐ

رخصت کی گھڑی آئے تو دل باندھ دوں اپنا
تعویذ کے بدلے سر بازوئے محمدؐ

چار آنکھیں کرے شیر فلک مجھ سے ہے کیا جان
سب جانتے ہیں ہوں میں سگِ کوئے محمدؐ

صحبت کو ہے تاثیر امیرؔ اس میں نہیں شک
اصحابؓ میں کس طرح نہ ہو خوئے محمدؐ

جبریلؑ بھی ہیں حاضرِ دربارِ محمدؐ
کس شان کی سرکار ہے سرکار محمدؐ

ہر پھول میں ہے جلوۂ رخسارِ محمدؐ
پر آنکھ کہاں قابلِ دیدارِ محمدؐ

جاں بخش تھے کیوں حضرتِ عیسیٰ یہ بتا دوں
بیمارِ محمدؐ تھے وہ بیمارِ محمدؐ

مرجاؤں تو مرنا مجھے راس آئے الٰہی
مرقد ہو تہِ سایۂ دیوارِ محمدؐ

ہر حرف میں جس کے اثرِ قم نظر آئے
گفتارِ محمدؐ ہے وہ گفتارِ محمدؐ

کہتی تھی صبا دیکھ کے سبطین کے رخسار
سرسبز انہیں پھولوں سے ہے گلزارِ محمدؐ

اللہ کے دیدار کا لطف اُس نے اٹھایا
جس دل کو ملی لذتِ دیدارِ محمدؐ

اِس درد میں لذت ہے حیاتِ ابدی کو
یارب کبھی اچھا نہ ہو بیمارِ محمدؐ

دم بھر میں سرِ عرش گئے اور پھر آئے
بجلی میں کہاں گرمیِ رفتارِ محمدؐ

سلجھائے اُسے شانِ خدا پنجۂ قدرت
اُلجھے جو کبھی گیسوئے خمدارِ محمدؐ

جب گلشنِ فردوس میں غنچہ کوئی چٹکا
یاد آگئی وہ شوخیِ گفتارِ محمدؐ

معراج کی شب آپ ہوئے شافعِ محشر
حق ہے یہی منصب تھا سزاوارِ محمدؐ

وہ خلق کا سرتاج میں اک بندۂ محتاج
کس منھ سے کہوں میں ہوں خریدارِ محمدؐ

سکہ ہے امیرؔ آج شفاعت ہی کا جاری

محشر نہیں یہ گرم ہے بازارِ محمد

جنت ہے اگر لالۂ صحرائے محمد
کوثر بھی ہے اک موجۂ دریائے محمد

ہر شعر میں ہے مدحتِ اعضائے محمد
دیواں ہے مرا نقل سراپائے محمد

اکسیر کی کرتے کبھی خواہش نہ ہوس
ملتی جو انھیں خاکِ کفِ پائے محمد

کہہ دیں گا جو محشر میں ہوئی پرسشِ احوال
شیدائے محمد ہوں میں شیدائے محمد

معراج ہوئی اُن کے سوا کس کو میسر
کب اور رسولوں کو ملی جائے محمد

اک قطرہ جو پی لے وہ زمانے سے ہو بیخود
پرزور ہے کیا بادۂ مینائے محمد

کیا فرد تھے معدوم رہا سایۂ قد بھی
مطلع نہ ہوا مصرعِ یکتائے محمد

دم بند مسیحا کا ہوا بات نہ نکلی
جس جا ہوئے گویا لبِ گویائے محمد

محبوبِ ازل شوق سے رکھتا ہے دمِ زیب
پیشِ نظر آئینۂ سیمائے محمد

عاقل ہو ہمیں سب سے کوئی دیوانہ نہ سمجھے
سودا ہے مرے سر میں تو سودائے محمد

ذرّہ ہوں تو ہوں ذرّۂ صحرائے محبت
خورشید ہے میرا رخِ زیبائے محمد

قمری ہوں تو ہوں قمریِ گلزارِ مودّت
شمشاد ہے میرا قدِ بالائے محمد

پوچھو مرا گھر تو ہے میخانۂ اسلام
ہوں جرعہ کشِ ساغرِ صہبائے محمد

جنت کا قبالہ ہے امیر اس میں ہے کیا شک
رکھتا ہے جو دل داغِ تمنائے محمد

جہان میں ہے شہِ نامدار کی آمد
چمن میں آج ہے فصلِ بہار کی آمد

سواری آتی ہے حضرت کی ملکِ ہستی میں
اٹھو اٹھو کہ ہوئی شہریار کی آمد

نصیبِ گلشنِ آفاق خرمی کہ ہوئی
سحابِ رحمتِ پروردگار کی آمد

دماغ ہو گئے معطر کہ ہے قریب بہت
شمیمِ نافۂ مشکِ تتار کی آمد

نزولِ رحمتِ رب ہے کہ ساتھ ہے اُن کے
صفِ ملائکۂ کردگار کی آمد

اٹھی وہ گرد وہ چمکے نشان لشکر کے — ہوئی وہ خسروِ ذی اقتدار کی آمد

گنہگار ابھی سے ہیں بے خطر کہ ہوئی
امیرِ شافعِ روزِ شمار کی آمد

ہوں مست مے الفتِ گیسوئے محمد — ڈوروں کی جگہ آنکھوں میں ہیں موئے محمد
دلمیں ہے خیالِ رخِ نیکوئے محمد — اللہ کے گھر میں ہے بسی بوئے محمد
کیا رنگِ تصور ہے کہ ہر سانس سے ملکر — آتی ہے ہوائے چمن کوئے محمد
محشر میں مزہ ہوگا کہ اٹھ اٹھ کے لحد سے — سب سے جنان جائینگے ہم سوئے محمد
ابرو مہِ نو عید کا دن ہے رخِ پرنور — عاشق کی شبِ قدر ہے گیسوئے محمد
چھانی ہے اسی دن کیلیے خاک یہانکی — تھوڑی سی جگہ دے مجھے اے کوئے محمد
سبطین سے ظاہر ہے وہی شان وہی آن — اک بوئے محمد ہے تو اک خوئے محمد
اخلاق کی تصویر ہے ہر موئے مبارک — پیوستہ ہیں اس وجہ سے ابروئے محمد
شوخی نہ براق اتنی کر آہستہ قدم رکھ — نازک ہے بہت کاسۂ زانوئے محمد
آجائے نظر راہ میں گر نقشِ کفِ پا — آنکھوں سے چلوں میں طرفِ کوئے محمد
تاریکی تربت کی بھی لونگا میں بلائیں — آنکھوں میں بسی ہے شبِ گیسوئے محمد
کس طرح اٹھائے ہوئے ہیں بارِ دو عالم — ظاہر میں تو نازک سے ہیں بازوئے محمد
جنت کے ثمرا تو نہیں یہ پرواز کہاں ہے — اک شاخ ہری ہے تہِ زانوئے محمد
تولا ہے بہت جانچ کے اربابِ نظر نے — ہیں شمس و قمر سنگِ ترازوئے محمد
اللہ ری رفاقت کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے — چھوڑا نہ پسِ مرگ بھی پہلوئے محمد
لیجائے اجل جان کی پروا نہیں مجھکو — ہے تارِ رگِ جاں مجھے ہر موئے محمد
گنجینۂ عرفانِ الٰہی ہے وہ سینہ — آئینۂ اسرار ہے زانوئے محمد
رحمت کا وہاں شوق شفاعت کا یہاں ذوق — خالق کو پسند آئے نہ کیوں خوئے محمد

دلبر ہے دل آرام ہے دلدار ہے وہ دل
جس دل میں ہے یادِ رخِ دلجوئے محمدؐ

صحرائے ختن ہے مجھے صحرائے مدینہ
ہے نافۂ مشکیں مجھے مشکوئے محمدؐ

سینے سے لگاؤں میں امیرؔ آنکھوں میں رکھوں
ہیں پھول مجھے خار و خسِ کوئے محمدؐ

ردیفِ ذال معجمہ

اہلِ دنیا کے لیے نعمتِ الوان ہے لذیذ
عاشقوں کو غمِ عشقِ شہِ ذیشاں ہے لذیذ

خون ہو دل تو ملے کیفِ مئے صافِ طہور
داغ مثلِ ثمرِ روضۂ رضواں ہے لذیذ

جانتے ہیں جنھیں معلوم ہے الفت کا مزہ
سیبِ جنت سے بھی وہ سیبِ زنخداں ہے لذیذ

ہو اگر مرگ کا شربت رہِ حضرت میں نصیب
زائروں کو صفتِ شیرۂ رماں ہے لذیذ

مغز بادام یقیں ہے کہ بنے مغزِ قلم
ایسی تحریرِ ثنائے شہِ ذیشاں ہے لذیذ

زخمِ عشق سے یہ ذائقہ پوچھو کہ اسے
دہنِ زخمِ بدن مثلِ نمکداں ہے لذیذ

خاک شکر ہے مرے حق میں مدینے کی امیرؔ
ہوں وہ طوطی کہ مجھے یہ شکرستاں ہے لذیذ

ردیفِ رائے مہملہ

ہے رنگ اسی سے مہر کا فق آسماں پر
جس نے کیا تھا ماہ کو شق آسماں پر

دل کی تڑپ دکھاؤں جو حضرت کو عشق میں
پہنچیں زمیں کے ہفت طبق آسماں پر

شاید نقاب چہرۂ انور سے ہٹ گئی
ہے رنگ آفتاب کا فق آسماں پر

حضرت نے خاکِ پا سے کیا اس کو سرفراز
ثابت ہوا زمیں کا حق آسماں پر

اس تاجدارِ دیں کا جو لکھا ہے ہم نے وصف
ٹوپی اچھالتا ہے ورق آسماں پر

اٹھوائیں بوجھ آپ جو اپنے وقار کا
آجائے قدسیوں کو عرق آسماں پر

آتی ہے مجھکو یاد مدینے کی گل زمیں
جس وقت پھولتی ہے شفق آسماں پر

تھے جلوہ گر زمیں پہ حضرت مگر امیر
دیتے تھے قدسیوں کو سبق آسماں پر

دو طرح کے رکھتے تھے شرف احمدِ مختار
حق اُن کی طرف حق کی طرف احمدِ مختار

غواص ہوے قلزمِ عرفاں میں تو سمجھے
اللہ گہر ہے تو صدف احمدِ مختار

قرآں ہے خورشید تو نجم اور صحیفے
ہیں ناسخِ ادیانِ سلف احمدِ مختار

کیا تاب ہے دم مار سکے کوئی مخالف
جب جنگ میں ہوں تیغ بکف احمدِ مختار

کفار کو دیتا تھا صدا جن کہ بھاگو
آتے ہیں جمائے ہوے صف احمدِ مختار

کیا حشر کا کھٹکا ہے کہ ہیں تین معاون
شاہِ شہدا شاہِ نجف احمدِ مختار

باطن میں یہ ہیں حضرتِ آدم کے مربی
ظاہر میں ہیں آدم کے خلف احمدِ مختار

سونا نظرِ فیض کی تاثیر سے ہو مس
موتی ہو اُٹھا لیں جو خزف احمدِ مختار

مرجائے تو روح اُس کی قیامت میں جیا ہی
تیروں کا کریں جس کو ہدف احمدِ مختار

آئینۂ دل آنکھ سکندر سے ملائے
دیکھیں جو امیر اُسکی طرف احمدِ مختار

نقشِ قدم ہیں آپ کے اختر زمین پر
کیونکر نہ آسماں کا جھکے سر زمین پر

اس سے بھی صاف جلوہ نما ہے خدا کا نور
عرشِ بریں ہے روضۂ انور زمین پر

تکلیف شرع سے نہیں خالی کوئی بشر
قبضہ ہمیشہ آپ کا ہے ہر زمین پر

سلطان ہیں آپ بھیجے ہوے تھے سب آپکے
آئے تھے پیشتر جو پیمبر زمین پر

ہاتھوں میں اُنکے آپکے بازو کا زور تھا
حیدر جو کافروں سے لڑے ہر زمین پر

یہ شان تھی کہ آپ اُٹھاتے تھے جب قدم
آنکھیں ملک بچھاتے تھے اکثر زمین پر

تھی کس خوشی کی تاب شبِ معراجِ مصطفےٰ
اُمت تھی شاد عید تھی گھر گھر زمین پر

تا وقتِ صبح گاہ سرِ شام سے ہوے
جاری فیوضِ خالقِ اکبر زمین پر

بس اتنی دیر میں کہ رہی گرمیِ بساط
پھر آئے لامکاں سے پیمبر زمین پر

جاری ہیں بسکہ ماتمِ حضرت میں سیلِ اشک
موتی بچھے ہوئے ہیں برابر زمین پر

مشتاق ہوں میں خاکِ مدینہ کا اے امیرؔ
آئے جو موت بھی تو اُسی سرزمین پر

کیونکر نہ ہوں یوسف سے سوا احمدِ مختارؐ
ہوں خاص جو محبوبِ خدا احمدِ مختارؐ

سبطین کا ہے مرتبہ ظاہر کہ ہوئے ہیں
دو وجہ سے شاہِ شہدا احمدِ مختارؐ

ہے پیشِ نظر آئنہ خالق کی تجلی
محبوب ہیں کیا نامِ خدا احمدِ مختارؐ

مختار ہیں کل کارگہِ صنعِ خدا کے
کہتے ہیں انھیں لوگ بجا احمدِ مختارؐ

ظاہر ہے کہ ہے لفظِ احد احمد بے میم
بے میم ہوئے عینِ خدا احمدِ مختارؐ

کونین میں شکل ایک تھی دنیا ہو کہ عقبےٰ
اک دم نہ خدا سے تھے جُدا احمدِ مختارؐ

ہر جنگ میں کس طرح ظفر اُن کو نہ ہوتی
اصحاب کے تھے راہ نما احمدِ مختارؐ

یعقوبؑ کے ایوبؑ کے آدمؑ کے معاون
ہر درد کی رکھتے تھے دوا احمدِ مختارؐ

توحید کا کھلتا نہ کبھی عقدۂ لاحل
ہوتے نہ اگر عقدہ کشا احمدِ مختارؐ

کعبہ جو دہن ہے تو زباں آپ کی ہے ذات
مصحف جو زباں ہے تو دہن احمدِ مختارؐ

ظاہر جو ہوئی اور رسولوں سے کرامت
در پردہ تھے اعجاز نما احمدِ مختارؐ

کی آپ نے توریت کی انجیل کی تصحیح
تھے ماہرِ احکامِ خدا احمدِ مختارؐ

حضرت کا ارادہ بھی ہے خالق کی مشیت
ہیں اُجِ فرمانِ قضا احمدِ مختارؐ

دیکھو جو حقیقت میں وہ مشتق ہیں مصدر
آدم سے ہیں رتبے میں سوا احمدِ مختارؐ

محشر میں جو اُٹھیں تو امیرؔ اپنی زباں پر
یا حیدرِ کرار ہو یا احمدِ مختارؐ

۱

جس مسافر کو مدینے کا دیار آئے نظر
جیتے جی روضۂ جنت کی بہار آئے نظر

آنکھیں روشن ہوں مری کحلِ بصیرت مل جائے — دور سے بھی جو مدینے کا غبار آئے نظر
دامنِ گرد بیٹھا کلفتِ دل دور ہوئی — اب یقیں ہے کہ کوئی ناقہ سوار آئے نظر
گلِ مقصود سے لبریز ہو دامن میرا — جب مدینے کے درختوں کی قطار آئے نظر
دور بیتابی ہو امید بر آئے یارب — صورتِ صبر مجھے شکلِ قرار آئے نظر
وادیٔ شوق میں تقدیر دکھائے رہِ راست — خضرِ رہ جائیں جو حضرت کا مزار آئے نظر
طور وہ روضہ ہے میں صورتِ موسیٰ لیکن — ارنی منہ سے نکالوں جو ہو یار آئے نظر
کیا کہوں شکل جو روضے میں پہنچ کر دیکھی — آئنے لطف و عنایت کے دوچار آئے نظر
شافعِ حشر ملے دہشتِ عصیاں نہ رہی — ہر طرف دغدغۂ روزِ شمار آئے نظر
جو محمد میں ہے یہ رنگ یہ بو اور ہی ہے — یوں تو گلِ باغِ رسالت میں ہزار آئے نظر
نہ کھینچ پائی یہاں آکے جو صورت دیکھی — یوں مرقع میں بہت نقش و نگار آئے نظر
شکلِ مقصود یہیں چہرۂ مطلوب یہیں — اور جتنے تھے وہ سب آئنہ دار آئے نظر

تو بھی آنکھوں سے اسی سمت روانہ ہو امیر
چشمِ عالم ہے جہاں انجمن آرائے نظر

الٰہی آئے نظر نالۂ رسا کا اثر — دکھائے مجھکو مدینہ مری دعا کا اثر
ہو اس ضعیفی میں پشت و پناہ وہ دیوار — کہ جس کے سائے میں ہے سایۂ ہما کا اثر
رہے نہ غش یہ مسِ قلب ہو طلا میرا — ملے وہ خاک کہ جس میں ہو کیمیا کا اثر
نصیب ہو جو زیارت تو سب گناہ ہوں عفو — مرض یقین ہے کہ زائل کرے دوا کا اثر
کریں گے یاد کبھی مجھ ضعیف کو حضرت — ضرور کاہ کو کھینچے گا کہربا کا اثر
صفاتِ خالقِ باری تھے یوں محمد میں — خبر میں جیسے کہ ہوتا ہے مبتدا کا اثر
نہ دے صبا کو جو تعلیم خلق حضرت کا — کرے نہ باغ میں غنچے کو گل صبا کا اثر
تمہارا آب دہن اس کا آبیار رہا — اسی سے چشمۂ حیواں میں ہے بقا کا اثر

کبھی جو مائلِ زینت ہوا آپ کا دشمن ــــ یقین ہے سرد کرے دستِ پا حنا کا اثر
ثنائے شاہ جو کی مجھ سے اہلِ مکہ ہیں شاد ــــ ابھی ہیں ہند میں مکے میں ہے ثنا کا اثر

نصیبِ دولتِ دیں کیوں نہ ہو کہ ہے اکسیر
امیر صحبتِ اصحابِ باصفا کا اثر

خوش تھے یوں اصحاب وے مصطفےٰ کو دیکھکر ــــ مصطفےٰ جس طرح انوارِ خدا کو دیکھکر
واہ کیا رتبہ ہے جتنے ہیں جہاں میں بادشاہ ــــ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں سب تیرے گدا کو دیکھکر
آدمی کیا سر جھکاتے ہیں مہ و مہر و فلک ــــ آج تک پتھر پر اُس کے نقشِ پا کو دیکھکر
آدمی بھیجا ہے حضرت نے طلب کے واسطے ــــ نزع کے دم میں سمجھوں گا قضا کو دیکھکر
لامکاں میں قربِ حق اُن کو ملا بے واسطہ ــــ غش ہوے موسیٰ تجلیِ خدا کو دیکھکر
ہے بجا پھر کر مدینے سے جو زائر کہتے ہیں ــــ ہم ابھی آئے ہیں جنت کی فضا کو دیکھکر
اہلِ دیں ہیں عاشقِ شہ انکو کیا دنیا سے کام ــــ دیکھتے ہیں جغد کو کب یہ ہما کو دیکھکر
ہے مجھے خاکِ مدینہ چشمۂ آبِ بقا ــــ خضر خوش ہوں چشمۂ آبِ بقا کو دیکھکر

ہے جو عاقل جانتا ہے خوب خالق کو امیر
خلقت مہر و مہ و ارض و سما کو دیکھکر

کیسی کیسی کی چڑھائی لشکرِ کفار پر ــــ ختم ہے حقِ رسالت احمدِ مختار پر
قبضہ پائیں گے کسی دن خلد کے گلزار پر ــــ داغ کھاتے ہیں جو عاشق آپکے رخسار پر
شہپر تھی شمشیرِ حضرت کس قدر کفار پر ــــ دوڑتی تھی جنگ میں طاؤس بنکر بار پر
طائرانِ عرش سے آنکھیں ملاتے ہیں طیور ــــ بیٹھکر اُس روضۂ پرنور کی دیوار پر
وہ بھی بکتے تھے تمہارے نام سے یادشاہِ دیں ــــ منکشف ہے حالِ یوسف مردمِ بازار پر
کیوں نہ مومن دل سے ہوں وارفتہ ابروے شاہ ــــ راہ چلنا ہے صراطِ حشر کی تلوار پر
ہند سے سوے مدینہ سر سے آنکھوں سے چلوں ــــ راہ ہو گر نیشِ زنبور و زبانِ خار پر

دور باغ شرع سے ہے جس کو کہتے ہیں خلش
کب میں کانٹے گلشن فردوس کی دیوار پر

اُڑ کے پہنچوں گا مدینے میں اگر غالب ہے شوق
طائروں کی طرح کچھ مجھکو نہیں درکار پر

ظاہر اُس کو بھی الفت آپکی مژگاں سے تھے
بے سبب منصور کا کھنچنا نہیں ہے دار پر

سمجھے مجرم آپ کے گیسو و عارض دیکھکر
چھا گیا ابرِ شفاعت عفو کے گلزار پر

مدحتِ دندانِ حضرت اس سے ہوتی ہے رقم
ابرِ نیساں کا گماں ہے کلکِ گوہر بار پر

تسمہ بھی نعلین حضرت کا ہے یہ صاحب شرف
طرہ ہے خورشیدِ عالمتاب کی دستار پر

دیکھتا ہوں شکل حضرت عالمِ رویا میں میں
رشک ہے یوسف کو میرے طالعِ بیدار پر

چشم مولا سے یہ ہم چشمی کا دعویٰ کیا کرے
مردنی چھائی ہوئی ہے نرگسِ بیمار پر

وادیِ ایمن میں سرگرداں نہ رہتے سالہا
پہلے ہی چلتے اگر موسیٰ تری رفتار پر

کیا شرف ہے آستاں پر ہیں ملائک سرنگوں
ہیں فدا حوروں کی آنکھیں روزنِ دیوار پر

نامۂ عصیاں مرا کیونکر نہ دھو جائے امیر
فوق ہے ابرِ کرم کو ابرِ دریا بار پر

کیا چین آئے روضۂ شاہِ زمن ہے دور
تڑپے نہ کس طرح جو ہو بلبل چمن سے دور

ہاتھوں میں دوستوں کے الٰہی یہ سلسلہ
دشمن کی آنکھ زلفِ شکن شکن سے دور

پردہ رہے لحد میں بھی احبابِ شاہ کا
دزدِ کفن کا ہاتھ الٰہی کفن سے دور

کس درجہ عدل ہے کہ ہوئے سب جہان سے
آثارِ ظلم دہشتِ شاہِ زمن سے دور

گویا زبانِ شمع جو ہوتی پکارتی
پروانے سے کہو کہ رہے انجمن سے دور

اے شوق چل شتاب مدینے کا قصد کر
ایسا نہیں ہے وادیِ غربت وطن سے دور

کیا خاکِ پاک ہے کہ وہاں رکھتے ہی قدم
ہو جاتی ہے تمام کثافت بدن سے دور

کیونکر تھمیں سرشک کہ ہوں تن سے میں
یعقوب وار یوسفِ گل پیرہن سے دور

نکلے جو کچھ زبان سے امیر آپ بھی سنے

گوشِ بشر نہیں ہے بشر کے دہن سے دور

شبِ فرقت جو ڈسیگی مجھے ناگن بنکر
روح جائے گی مدینے کو بردگن بنکر

حجلۂ گور میں سامانِ عروسی ہوگا
لاش آرام سے سوئیگی سُہاگن بنکر

اے دل آرائشِ دنیا کا نہ دھوکا کھانا
آتی ہے تیرے رجھانے کو یہ پاپن بنکر

جیتے جی نام جپا آپ کا جب موت آئی
ہڈیاں جوگ میں شامل ہوئیں سُمرن بنکر

شوقِ دیدار میں پہنچے تو ہماری پلکیں
رہ گئیں روضۂ پُرنور میں چلمن بنکر

درِ اقدس پہ جو پہنچوں تو ادب سے پوچھوں
کیوں بگڑ جاتی ہے تقدیر مری بن بنکر

خالی ہاتھ آئیگی روضے پہ نہ حضرت کے بہار
پھول فردوس کے چُن لائے گی مالن بنکر

یادِ محبوبِ الٰہی میں ہماری آنکھیں
بھادوں بنکر کبھی برسیں کبھی ساون بنکر

سنبلِ زلفِ محمدؐ کی جو لہر آئی ہے
باغ سے موجِ نسیم آتی ہے ناگن بنکر

یاد میں حلقۂ گیسوئے نبیؐ کے آہیں
حور کے ہاتھوں سے جا لپٹی ہیں کنگن بنکر

حرزِ جاں نامِ محمدؐ ہے. بچا لیگا مجھے
تیغ سے قہرِ الٰہی کی یہ جوشن بنکر

شبِ معراج پڑی خاکِ قدم حضرت کی
حور کی چاند سے پیشانی پہ چندن بنکر

مہر و مہ چرخ سے کہتے ہیں کہ آ تا جھک جا
چوم لیں ہم قدمِ پاک کو دامن بنکر

دل میں بو تخمِ ولائے شہِ دیں حشر کے دن
ہاتھ آئے گا یہ دانہ تجھے خرمن بنکر

جان مجھ سوختہ قسمت کی مدینے میں امیر
بیٹھی ہے دھونی رمائے ہوئے جوگن بنکر

چٹک کے کہتا ہے غنچہ غنچہ گلوں سے بڑھکر بہار تم پر
چہک رہی ہے چمن میں بلبل ہزار جانیں نثار تم پر

تمہیں خدائی کے بادشا ہو تمہیں تو محبوب کبریا ہو
خدا نے ایسا حسین بنایا کہ آیا خود اُس کو پیار تم پر

نہیں ہے بے وجہ اشکباری یہ فیضِ سلطانِ عشق جاری
لٹا رہی ہیں ہماری آنکھیں گہر نثار ہوا تم پر

چمن میں آئے جو سیر کو تم تو ہوش گلچیں کے ہو گئے گم
نثار کرنے کو پھول لے کر چلی نسیمِ بہار تم پر

ستم جدائی کے سہ رہے ہیں پہ آپ کے عشاق کہہ رہے ہیں
کہ صدقے جانِ نثار تم پر فدا دلِ بیقرار تم پر

جلاؤ دوزخ کو کیسا کیسا بساؤ خلد بریں کو کیا کیا
نہ ہو روزِ جزا جزا کو جو رکھدے پروردگار تم پر

کہاں کوئی تم سا رازداں ہے کہ جو نہاں ہے وہ سب عیاں ہے
کیے ہیں معراج میں خدا نے تمام راز آشکار تم پر

ہے ایسی تم پر عنایتِ رب درود پڑھتے ہیں جن و بشر سب
اُترتی ہیں رحمتیں خدا کی ہزاروں لیل و نہار تم پر

کیا جو تم کو خدا نے پیدا ہوا زمانہ تمام شیدا
زمیں ہے نازاں فلک ہے قرباں ملک کو ہے افتخار تم پر

چمن میں گلگشت کو جو آؤ اور اپنے رخ سے نقاب اٹھاؤ
لٹائے اپنی بہار ساری ابھی عروسِ بہار تم پر

غریبِ عاشق جو رو برو ہو قصور ترکِ ادب عفو ہو
کہ دیکھ لیتا ہے جب تم کو تو آہی جاتا ہے پیار تم پر

ہوئے ہیں یکتا جو حشر کے دن حسینِ انبیا میں لیکن
میں صدقے اپنی نگاہ کے ہوں کہ پڑتی ہے بار بار تم پر

تمہاری جب تک ہو شفاعت نہ ہو کسی کو نصیب جنت
خدا کے گھر کا ہے پیارے احمد تمام دار و مدار تم پر

تمہیں شفیع الامم بنایا بڑھایا سب سے تمہارا پایا
ازل کے دن سے خدا نے رکھا ہر ایک امت کا بار تم پر

زباں پہ تم کو یہ بات لائی کہ تم بشر ہو بشر ہوں میں بھی
اسی سے قرآں میں ہے یہ ثابت کہ ختم ہے انکسار تم پر

نبوت اک بے بہا تھا گہنا کہ سلسلہ وار سب نے پہنا
تمہیں کیا خاتم النبیین کھلا کچھ ایسا یہ ہار تم پر

تم ادھر محبت کا ادعا ہے دعویٰ تمہاری آنکھ ذرا سا جلوہ
امیر تم کو ہوا ہے سودا جنوں کا حق ہے سوار تم پر

ردیف زائے معجمہ

کیا طبعِ مریضِ غمِ فرقت ہے ناساز
حضرت کے مطب کے ہیں مسیحا بھی دوا ساز

حضرت کی زیارت ہوئی رویا میں میسر
ہاتھ آگئی کیا دولتِ بیدار خدا ساز

کیوں صورتِ آئینہ نہ ہو صاف دل اپنا
جب آپ کی الفت ہو شب و روز جلا ساز

کیا امر ہے بتخانے سے نافر ہے برہمن
کیا نہی ہے خود توڑتے ہیں اہلِ غنا ساز

وصف آپکا لکھنے کو ملے تازگی ایسی
ہو منشیِ گردوں کے قلمدان کا نیا ساز

حضرت کی شریعت سے تھا واقف دلِ زہرا
ہوتا اسے ہاروت سے ماروت سے کیا ساز

ہو معتدل اکدم میں امیر آپکے کرم سے
ہر چند ہوائے چمنِ دہر ہے ناساز

چلتے ہیں میکدے میں محبت کے جام روز
رہتے ہیں مست صحبتِ ساقی تمام روز

منظور ہو جو آپ کو دربارِ عام روز
مجرے کو آئیں خضر علیہ السلام روز

ہے ہند میں بھی ورد درود و سلام کا
ہوتا ہے اب بھی دور سے میرا سلام روز

رخ آپ کا ہے مہر تو قد آپ کا ہے شمع
پروانہ رات بھر ہوں میں ذرہ تمام روز

کٹتے ہیں مدعی جو میں کرتا ہوں وصفِ شاہ
شمشیر کا زباں سے لیتا ہوں کام روز

کب مہبطِ فیوض نہ تھا آپ کا مکاں
لاتے تھے جبرئیل خدا کا پیام روز

جانا ہو کب مدینے میں اقلیمِ ہند سے
ہو جاتی ہے سحر اسی حسرت میں شام روز

ہوں میں یہاں ہجومِ الم میں گھرا ہوا
رہتا ہے زائروں کا وہاں اژدحام روز

نا فالِ نیک نکلے زیارت کے باب میں
پھر دل ہی دیکھتا ہوں خدا کا کلام روز

حضرت سے باتیں کرتے تھے جو بالمشافہ
گویا خدا سے ہوتے تھے وہ ہمکلام روز

سامان ہو ادھر کے سفر کا درست امیر
کرتا ہوں صبح اٹھ کے یہی اہتمام روز

ردیفِ سین مہملہ

قبر ہو میری الٰہی روضۂ اطہر کے پاس
تا رہوں میں حشر تک بھی پیغمبر کے پاس

ڈھونڈ لینا مومنو فردوس میں میرا نشاں
سایۂ طوبیٰ کے نیچے چشمۂ کوثر کے پاس

موت آئیگی تو یوں احبابِ حضرت کے حضور
عقد کی شب آتی ہے جیسے دلہن شوہر کے پاس

شاعرو ہو نعت وصفِ اہلِ دنیا سے جدا
کیوں صنم خانہ بناتے ہو خدا کے گھر کے پاس

محضر اپنے عشق کا جس روز لکھواؤنگا میں
مہر کو لے جاؤنگا صدیق کے حیدر کے پاس

صاف حضرت کے تصور سے ہے جیسا دل مرا
آئینہ ایسا کہاں تھا صاف سکندر کے پاس

کھینچ لے جائیں فرشتے سوئے دوزخ کیا مجال — روز محشر ہوں گے مجرم شافعِ محشر کے پاس

کہتے تھے سب دیکھ کر انصار کو شہ کے قریب — جلوہ گر کیا کیا ستارے ہیں مہِ انور کے پاس

با ہمہ اور بے ہمہ ایسے بھی ہوتے ہیں امیرؔ
امت اُن کے پاس تھی وہ خالقِ اکبر کے پاس

ردیف شین معجمہ

عبث عبث ہے مہوس کو کیمیا کی تلاش — کرے تو خاکِ درِ پاکِ مصطفےٰ کی تلاش

گدائیِ درِ حضرت نے کر دیا یہہ غنی — نہ سیم کی نہ مجھے معدنِ طلا کی تلاش

وہ بات کر کہ رضامند ہوں رسولِ کریمؐ — اگر ہے تجھ کو رہِ مرضیِ خدا کی تلاش

مقیم سایۂ دیوارِ شاہ ہیں سلطان — فقیر ہے جو کرے سایۂ ہما کی تلاش

یہی ہے کحلِ بصیرت یہی ہے سرمۂ چشم — تلاش ہے تو مجھے اُنکی خاکِ پا کی تلاش

انہیں کے بحرِ کرم کی وہ نہر سمجھے تھے — سمجھ کے خضر نے کی چشمۂ بقا کی تلاش

رجوع شرط ہے شافع سے اہلِ عصیاں کو — جو دردمند ہے تو چاہیے دوا کی تلاش

جہاں میں مجھ سے زیادہ ہے کون طالبِ حق — کہ ابتدا ہی سے کرتا ہوں انتہا کی تلاش

مئے محبتِ حضرت کا جام کافی ہے
امیرؔ کس کو ہے جامِ جہاں نما کی تلاش

آئے سفر مدینے کا پروردگار پیش — پہنچے تو نقدِ دل کو کرے جاں نثار پیش

جاتا ہے زائروں کا مدینے کو قافلہ — آتا ہے فرق چار ہیں پیچھے تو چار پیش

آئے طلب کہیں کہ مدینے کو میں چلوں — کب تک رہے گا مرحلۂ انتظار پیش

ممتاز ہے جو پیشِ روِ عشقِ شاہ ہے — کیوں فرق مبتدا پہ نہ ہو طرہ وار پیش

وہ دن بھی ہو امیرؔ کہ روضے پہ شاہ کے
جا کر کروں میں یہہ گہرِ آبدار پیش

ردیفِ صادِ مہملہ

تھے سارے رسولوں میں وہ محبوبِ خدا خاص — یہہ مرتبہ اللہ نے احمدؐ کو دیا خاص
دنیا میں ہیں سب بندۂ احسانِ پیمبر — درویش و غنی شاہ و گدا عام ہوں یا خاص
احمد سا نہیں کوئی ہزاروں میں پیمبر — طائر ہیں سبھی پر ہے سعادت میں ہما خاص
ناجی ہے فقط اُن کے سبب ہو کوئی اُمت — شافع ہیں وہ سلطانِ اُمم روزِ جزا خاص
خاتم ہیں یہی حکمِ جہاد اِن کو ملا ہے — دُہرے شرف اِن کو ہیں یہ ہیں پیشِ خدا خاص
نور اِن کا مقدم ہے ظہور اِن کا مؤخر — اول میں بھی آخر میں بھی ہیں خیرِ وریٰ خاص
جبریل براق اُن کے لیے عرش سے لائے — معراج کے رتبے میں بھی ہیں شاہِ ہدیٰ خاص
اُمت کو انہیں کی ہے شرف جملہ اُمم میں — ذی مرتبہ ہیں عام بھی لیکن علما خاص

لازم ہے عطا سبز کر دشتِ توقع
بندہ ہے امیرؔ آپ کا اے بحرِ عطا خاص

ردیف ضاد معجمہ

عاشق ہوں روئے شہ کا مجھے گل سے کیا غرض — قیدی ہیں گیسوؤں کا ہوں سنبل سے کیا غرض
خوفِ صراطِ حشر ترے عاشقوں کو کیا — تیراک کو محیط میں ہے پُل سے کیا غرض
بخشی خدا نے کشورِ عقبیٰ کی سلطنت — دنیا میں اُن کو جاہ و تجمل سے کیا غرض
غیروں سے کیا کلام کرے عاشق آپکا — عارف کو بحثِ دورِ تسلسل سے کیا غرض

یثرب کو قافلہ ہے رواں جاگ اے امیرؔ
ہے صبح کوچ خوابِ تغافل سے کیا غرض

آقا اِدھر بھی آئے نسیمِ بہارِ فیض — مدت سے یہ غلام ہے امیدوارِ فیض
اعضا تمام دیدۂ مشتاق بن گئے — نرگس کی طرح ہوں ہمہ تن انتظارِ فیض
باقی رہے نہ گلشنِ جنت کی تازگی — جاری اگر نہ آپ کی ہو آبشارِ فیض

صنایع فدائے زہد ہیں یوسف فدائے حسن / عیسیٰ نثارِ خلق ہیں موسیٰ نثارِ فیض

حاصل جہاں میں ہے ثمرِ زندگی اُسے / ہے جس کے سر پہ سایہ فگن شاخسارِ فیض

رخ آپ کا ہے لالۂ گلزارِ معرفت / قد آپ کا ہے سروِ لبِ جوئبارِ فیض

جو کچھ ملا کسی کو وہ ہاتھوں سے آپکے / رکھا خدا نے آپ پہ دار و مدارِ فیض

یوسف کو دی اماں چہ کنعاں میں ڈالکر / دلوائے عنایت درسِ استوارِ فیض

اک دم میں سرد ہو گئی آتش خلیل کی / برسا جو اُن پر آپ کا ابرِ بہارِ فیض

بہرِ خدا نگاہِ عنایت ادہر بھی ہو / ہے آپ سے امیر بھی امیدوارِ فیض

ردیفِ طائے مہملہ

پوچھ لوں شہ سے تو لکھوں حور سے شادی کا خط / مانگتا ہے مجھ سے رضواں خانہ دامادی کا خط

شافعِ محشر جو حضرت ہیں تو پھر کیسے گناہ / نامۂ اعمال ہے دوزخ سے آزادی کا خط

دشمنِ حضرت کے ہیں بدخواہ سارے نیک وبد / خود لکھتا ہے ہماکو اُسکی بربادی کا خط

جانتا ہے مجھکو رضواں ہوں رعیت آپکی / کیوں نہ لکھ دے روضۂ جنت میں آبادی کا خط

زائرانِ شاہ کو لکھا ہے ہم نے خطِ شوق / کیوں نہ ہوا اڑتے ہیں ہمسر کاغذِ بادی کا خط

نامۂ عصیاں مرا جائے گا یوں شہ کے حضور / داد رس تک جس طرح جاتا ہے فریادی کا خط

ہے زباں میری بھی کھدوں گا میں عن عن شبابہ سے / کاتبِ اعمال کیا لکھتے ہیں اُستادی کا خط

وصف لکھتا ہوں مدینے کا خطِ گلزار میں / مردمِ صحرا نشیں کیا جانیں ستم زادی کا خط

کیوں نہ آنکھوں سے لگا دیں جد تیونکو امیر / ہے مرے مرشد کا نامہ ہے مرے نادی کا خط

ردیفِ ظائے معجمہ

قتل کے درپے ہیں دشمن الحفیظ / لاکھ خنجر ایک گردن الحفیظ

راہ رو تنہا بیاباں ہولناک
ہر طرف انبوہِ رہزن الحفیظ

نفس امارہ شیاطین حرص و آز
لاکھ کانٹے ایک دامن الحفیظ

تیغِ قاتل کھنچ چکی سر جھک چکا
ہے گلے تک آبِ آہن الحفیظ

سامنا دوزخ کا جسمِ زار کو
خشک تنکا گرم گلخن الحفیظ

سیل کے قبضے میں دیوارِ گلی
برق کے حصے میں خرمن الحفیظ

کب تلک ان آفتوں کا سامنا
قبلۂ من کعبۂ من الحفیظ

آپ سے امید رکھتا ہے امیر
المدد اے خاص ذو المن الحفیظ

ردیف عین مہملہ

کون رکھتا ہے یہاں فرشِ مشجر کی طمع
آپ کے کوچے میں ہے یا شاہ بستر کی طمع

آپ کا سایہ ہو سر پر آپ کے کوچے میں گھر
تختِ دارا کی نہ ہے تاجِ سکندر کی طمع

خاکِ پا حضرت کی بہتر ہے ہمیں اکسیر سے
کیمیاگر کو مبارک نقرہ و زر کی طمع

کون ڈوبے آب میں ہو کون آتش میں کباب
آپ کے احباب کو کیا لعل و گوہر کی طمع

تارکِ دنیا نہ کیونکر ہوں کہ رکھتے ہیں لوگ
التجا جنت کی تم سے تم سے کوثر کی طمع

گردِ راہِ شاہ ہو جامہ یہ تن کو ہے ہوس
آستانِ پاک ہو اور ہیں یہ ہے سر کی طمع

گرد پھر کر کیوں نہ روضے کے کریں اکثر طواف
مومنوں کو ہے ثوابِ حجِ اکبر کی طمع

خار و خس سے جھاڑتے ہیں صبح کو جیسے مکاں
چھوڑ کر دنیا کو ہم نے دل سے باہر کی طمع

روضۂ حضرت پہ پہنچے سال شفقت امیر
تا در مے خانہ لائی ہم کو ساغر کی طمع

ردیف غین معجمہ

عشق احمد میں ہمارے دلِ مایوس کے داغ
ایسے زیبندہ ہیں جیسے پرِ طاؤس کے داغ

محو ہو جائیں گے اشکِ غمِ حضرت سے گناہ / جس طرح دھونے سے مٹ جاتے ہیں ملبوس کے داغ

قید ہوں ہند میں یثرب کو ہو جانا یارب / ہو رہائی تو مٹیں خاطرِ محبوس کے داغ

روضۂ مہرِ نبوت کی زیارت ہو نصیب / محو ہوں جلد الٰہی دلِ مایوس کے داغ

پہنچوں روضے پہ تو اتنے گلِ مقصود چنوں / جتنے ہیں دل میں مرے حسرت و افسوس کے داغ

سنگ ہوا بلعم باعور سمجھ دل میں امیر / نہ مٹے پیرہنِ زاہدِ سالوس کے داغ

ردیف فا

کی شہادت کی نبی نے نانِ نعمت نصف نصف / ہو گئی دونوں نواسوں کو عنایت نصف نصف

دونوں ٹکڑے ہوتے تھے پورے یہ ادنیٰ عدل تھا / جس کو کرتی تھی وہ شمشیرِ شجاعت نصف نصف

معجزہ شق القمر اظہر ہے سب پر شمس سے / چاند کو کس نے نہ دیکھا فی الحقیقت نصف نصف

دو طرف سے آ کے ذاتِ پاک میں پوری ہوئی / تھی سلیمانؑ اور یوسفؑ میں جو شوکت نصف نصف

یا الٰہی وہ رخِ حسین نظر آئے مجھے / بانٹ لیں باہم مری آنکھیں یہ دولت نصف نصف

سلطنت دونوں کی انکے قبضۂ قدرت میں ہے / ہے برابر دو جہاں کی جو ولایت نصف نصف

آپ کی صورت ملیح اور یوسفِ کنعاں صبیح / بٹ گیا دونوں میں کیا حسنِ صورت نصف نصف

آپ کی ذاتِ مقدس میں ہوئی آ کر تمام / نوحؑ و آدمؑ کو جو دی حق نے کرامت نصف نصف

یا الٰہی جلد پہنچے روضۂ شہ پر امیر / دیدہ و دل کو ملے لطفِ زیارت نصف نصف

سر جھکا اپنا جو سینے کی طرف / دل ہوا راہی مدینے کی طرف

بھیجیے مجھ نیم بسمل کی خبر / ہوں نہ مرنے کی نہ جینے کی طرف

اٹھتی ہے جو موجِ طوفاں بحر میں / آتی ہے میرے سفینے کی طرف

رعبِ حضرت سے نہیں اتنی مجال / سنگ دیکھے آبگینے کی طرف

چہرے سے چمکا دیا دیکھا اگر
ماہ کے داغی نگینے کی طرف

بحث جب کرنے لگے عطر و عرق
گل ہوئے اُس کے پسینے کی طرف

دیکھتا تھا آپ کو بوجہل یوں
جس طرح افعی خزینے کی طرف

تن سے نکلے گی مرے جب دم امیرؔ
روح جائے گی مدینے کی طرف

ردیف قاف

بندوں کو پہلے چاہیے ذاتِ خدا سے عشق
بعدِ خدا ضرور ہے پھر مصطفیٰ سے عشق

کب خالقِ جہاں کو نہ تھا مصطفیٰ سے عشق
ہے انتہا کی بات کہ ہے ابتدا سے عشق

اپنی خبر تو کیا نہیں کونین کی خبر
ایسا ہے مجھ کو آپ کی زلفِ دوتا سے عشق

دیدار اگر محال ہو گفتار ہی سہی
اعمیٰ جو تھے وہ رکھتے تھے انکی صدا سے عشق

کھنچے ہوئے ہیں جان پہ ہم دل ہے مال کیا
ہستی ہے ناگوار مٹا دے بلا سے عشق

محمود کا وقار ہے کیا میرے سامنے
اُس کو ایاز سے ہے مجھے مصطفیٰ سے عشق

پیدا ہو عشق ہیچ لحد سے جو خاک ہوں
ایسا ہے مجھ کو گیسوئے خیر الوریٰ سے عشق

بے عشق کوئی شے نہیں دیکھو جو غور سے
آہن کو بھی جہاں میں ہے آہن رُبا سے عشق

یوسفؑ پہ اس قدر تھے جو یعقوبؑ شیفتہ
در پردہ تھا جنابِ رسولِ خدا سے عشق

انسان ہیں ہم تو کیوں نہ ہوں عاشق رسول کے
بلبل کو گل سے کاہ کو ہے کہربا سے عشق

عاشق ہزاروں سیکڑوں معشوق اے امیرؔ
اچھا وہی ہے جس کو ہے اُس مقتدا سے عشق

ردیف کاف تازی

یا نبی ہند میں ہم ٹھوکریں کھائیں کب تک
دیکھیے آپ مدینے میں بلائیں کب تک

آنکھیں پتھرا گئیں ہیں راہ بہت دیکھ چکے
سختیاں دردِ جدائی کی اُٹھائیں کب تک

پھر کے آتے ہیں جو زائر ہمیں کرتے ہیں خجل — بات بگڑی ہوئی لوگوں سے بنائیں کب تک
صاف مطلع ہو دکھاؤ ہمیں امید کا دن — گھری گھیری شبِ غم کی یہ گھٹائیں کب تک
اشکِ غم رک نہیں سکتے ہیں کہاں تک روکیں — دردِ دل چھپ نہیں سکتا ہے چھپائیں کب تک
نہیں ملتی ہمیں دنیا کے بکھیڑوں سے نجات — یوں ہی گرد رہیں گی یہ بلائیں کب تک
کیجیے وعدہ بلانے کا کہ اب تاب نہیں — کہیے بدلیں گی مخالف یہ ہوائیں کب تک

چل زیارت کو بہانے سے نہیں اچھے ہیں امیر
جمع کر دل کو پریشاں یہ رہائیں کب تک

دشمن ترے عدو کا ہے اے مقتدا فلک — پامال ہو زمیں سے وہ جائے جو تا فلک
ثابت ہوا یہ معنیِ لولاک سے ہمیں — ہوتے اگر نہ آپ نہ ہوتے بنا فلک
تعلیم اتحاد کریں وہ تو ہوں بہم — ہر چند منزلوں ہے فلک سے جدا فلک
گنبد مزارِ پاک کا ہے اس قدر بلند — کہتے ہیں سب ہے زیرِ فلک دوسرا فلک
دونوں ذلیل ہوں جو گرا دیں نظر سے آپ — بنجائے خار کاہ کشاں آبلا فلک
مجرم وہ ہوں کہ اس پہ میں کھدوں جو بارِ جرم — ملجائے خاک میں صفتِ نقشِ پا فلک
امید ہے یہ تم سے کہ پردہ نہ فاش ہو — جس دن روئی کی طرح اڑیں جا بجا فلک

مضمونِ وصفِ شاہ ہیں ایسے بلند امیر
کرتی ہے ہر زمیں کو طبعِ رسا فلک

زہے نو بہارِ شبیہہ مبارک — مصور نثارِ شبیہہ مبارک
بہارِ دو عالم ہو صدقے جو دیکھے — یہ نقش و نگارِ شبیہہ مبارک
مرقع سے عالم کے کیا کام مجھ کو — میں ہوں دلفگارِ شبیہہ مبارک
مہ و مہر کہتے ہیں جن کو وہ دونوں — ہیں آئینہ دارِ شبیہہ مبارک
وہ کیونکر پھنسے دام میں مرغ بو کے — جو دل ہو شکارِ شبیہہ مبارک